Vol II
No 23



Wednesday
9th July, 1952

HYDERABAD LEGISLATIVE ASSEMBLY DEBATES

Official Report

CONTENTS

Price · Eight Annas

GOVERNMENT PRESS
HYDERABAD DN
1952

HYDERABAD LEGISLATIVE ASSEMBLY

Wednesday the 9th July 1952

(TWENTY THIRD DAY OF THE SECOND SESSION)

The House Met at Two of the Clock

[*Mr Speaker in the Chair*]

Starred Questions and Answers

Mr Speaker We shall take up questions

Babulphali Auction

*288 *Shri Ankush Rao Venkat Rao (Partur)* Will the hon Minister for Excise Forests and Customs be pleased to state —

(1) What is the annual collection of Babulphali auction in Partur Taluq?

(2) Whether there are any arrears of tax payable to Government in this connection ?

(3) If so what is the amount?

مسٹر وزیر اکسائز کسٹمس اینڈ فارسٹس (سری وینکٹ رنگا ریڈی) سوال کے جزو ایک کا جواب یہ ہے کہ سنہ ۱۳۵۹ ف کے لئے ببول پھلی گری علاقہ ۔ اسکے بعد دیوانی میں ضم ہوا ۔ پرتور تعلقہ میں سنہ ۔ وسنہ ۔ جنگلات کے حصے کو نیلام نہیں ہے سوال کے جزو ۲ کے جواب کی ضرورت جز اول کے جواب کی وجہ سے باقی نہیں ہے

اسی طرح سوال کے تیسرے جزو کے جواب کی بھی ضرورت باقی نہیں رہی

شری انکش راؤ کیا اس سال ٹیکس وصول نہیں ہوا ؟

شری وینکٹ رنگا ریڈی ٹیکس کی وصولی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کیونکہ وہاں جنگل ہی نہیں

شری انکش راؤ ببول کی پھلی نکرناں کہاں ہیں کیا اسکے جنگل کا ہراج کیا جاتا ہے ؟

1

مری و نکٹ رنگا رڈی سوال رو سے معلق ھے وھاں سول ں ھےھی ہیں و هراج کا دا وال ھے ہاد صحرا میں سول ں ھوا ھے کا ملق حنگلات سے ہوتا ھے اور حم ں صحرا ہو وھاں کے ول ں کا علق مرسه مال سے ھوا ھے

مری اکش راؤ و نکٹ راؤ ماار ل مر ساسکیے ھیں له اس ارے میں حو کس وصول دا حا ا ھے اسکا تعلق کس سے ھے

مری و نکٹ رنگا رڈی اکا تعلق مررسه مال سے ھے

مری کسب راؤ وا گ ہارے (و ۲ و موط) محکمه حنگلات کو اس سے سول ں کی حو حفاظت نعجاں ھے وہ کس مقصد کے تحت کیجاو ھے ؟

مری و نکٹ رنگا رڈی عا طور ر سول کے جگل کی حفاظت ہیں کیحاتی السه مدر ط ر ہر صحرا ں جہاں سول ں ھوے ھیں انکو ھراج کیا اتا ھے

سری اکش راؤ و نکٹ راؤ کیا رھی کے معلقات میں سول ں ہیں ھیں ؟

سری و نکٹ رنگا رڈی میں سمجھا ھوں کہ ار ل ممر ء اصل سوال سے دور سے معلق تھا اگر آ ل ممر رھی سے علق نوجھے ھیں ر وس دھاہے

شری اکش راؤ و نکٹ راؤ میں ھمارے صلع کے معلق پوچھ رھا تھا ۔

شری و نکٹ رنگا رڈی اسکے لیے بھی نوٹس چاھیے

Mr Speaker Let us proceed to the next question Shri Syed Hasan

Deputy Commissioner, Customs, Gulbarga

*344 *Shri Syed Hasan* (Hyderabad City) Will the hon Minister for Excise, Forests and Customs be pleased to State —

(1) Whether the present Deputy Commissioner of Customs at Gulbarga is senior to the officer who held that post immediately prior to his taking charge?

(2) What are the respective academic qualifications of the said two Officers?

شری و نکٹ رنگا رڈی حزو ایک کا حواب یہ ھے کہ اسوقت جو وہ سینئر ھیں حزو نمبر ۲ کا جواب یہ ھے کہ مسٹر کرن صاحب ایک ملٹری افسر ھیں حو کوئی علمی ڈگری ہیں رکھتے اور نواب بہادر جنگ لندن کے بی کام ھیں

شری سید حسن بہادر جنگ کیسے سال سے ملازم ھیں ؟

شری وینکٹ رنگا ریڈی - اسکے لئے وقت چاہئے

شری وی ڈی دیشپانڈے (اپا گوڑہ) کیا اس کمیشن کے مدھو سینیارٹی لسٹ (Seniority List) سرکولیٹ (Circulate) کی گئی اس میں نمبر کون ہے ؟

شری وینکٹ رنگا ریڈی اوس وقت ملازمت کے لحاظ سے نا رکھا گیا ہے لیکن قابلیت وغیرہ کے لحاظ سے سامنے کرنے سے برقرار ہے

شری وی ڈی دیشپانڈے - انکو کس طرح سے برقرار دیا گیا ہے کہ ان کا سینیارٹی کہا ہے کہ سامنے کرنے کوئی ڈگری میں رکھے ور قادر ہے کہ ان کے ہی کام ہیں

Dr Chenna Reddy May I know, Sir if individual cases of seniority which are probably mainly on the administrative side can be discussed in the Assembly?

Shri V D Deshpande I think it can be discussed

Mr Speaker This is not a point of information. The question can be put for eliciting information

Shri V D Deshpande And also about the working of a Department If there is some irregularity in the Department, I think the Members are entitled to ask regarding it

Mr Speaker I think the hon Members can ask questions only for information

Shri V D Deshpande I want to have the information as to what was the basis on which the seniority of a particular person was over-looked and another person was promoted

شری وینکٹ رنگا ریڈی قابلیت سے زیادہ ڈگری میں رکھا ہے انکی کارکردگی اور دیانت داری مراد ہے - ان تمام چیزوں کے لحاظ سے ترقی دیجاتی ہے

شری سید حسن صاحب آرسل پر انکی کارکردگی سے مطمئن نہیں تھے تو پھر انہوں نے سینیر ہے انکو نظرانداز کرکے ترقی دی؟

شری وینکٹ رنگا ریڈی - اسوقت سامنے کرنے کے معاملہ میں کارکردگی دیکھی گئی تھی اور ان کو نظرانداز کرکے ترقی کے موقع پر جو لوگ انکے معاملہ میں تھے انکے معاملہ میں انکی کارکردگی بہتر ہونے کی وجہ سے ترقی دی گئی

Mr Speaker Let us proceed to the next question, Shri Udhava Rao Patil

Afforestation Scheme

*348 *Shri Udhava Rao Patil (Osmanabad—General)* Will the hon Minister for Excise, Forests and Customs be pleased to state —

(1) Whether there is an afforestation scheme for Osmanabad Taluq?

(2) If so, how many acres of land are proposed to be acquired for it?

(3) Whether any compensation has been paid for the purposes?

(4) If so what is the amount of compensation paid? and

(5) The names of persons to whom the same has been paid?

شری وینکٹ رنگا ریڈی جزو نمبر ۱ کا جواب یہ ہے کہ یہ اسکیم کامل ضلع عثمان آباد کیلئے ہے جس میں عثمان آباد بھی شامل ہے جزو نمبر ۲ کا جواب یہ ہے کہ پورے ضلع عثمان آباد کیلئے سالانہ پانچسو ایکڑ کی حد تک جس میں سرکاری اراضی کے سوا خانگی اراضی بھی ہے بلحاظ گنجائش رقم حاصل کرنے کا منشا ہے جزو نمبر ۳ کا جواب یہ ہے کہ مالکان اراضی کو معاوضہ ادا کرنے کی خاطر عثمان آباد ضلع کے کلکٹر کو رقم دی گئی ہے جزو نمبر ۴ کا جواب یہ ہے کہ یہ رقم (۲۶۸۵) روپے ہے جزو نمبر ۵ کا جواب یہ ہے کہ یہ رقم عثمان آباد کے کلکٹر کے ذریعہ شری وشنو چند گاندھی اور راجہ کشن راؤ کے وہ ... مالکان اراضی میں تقسیم کیا گیا ۔

شری اودھو راؤ پٹیل میرے سوال کے جزو نمبر ۲ کا جواب نہیں دیا گیا کہ کتنے ایکڑ اراضی لی گئی ہے

شری وینکٹ رنگا ریڈی اب تک جملہ (۸۱) ایکڑ (۸) گنٹہ اراضی لی گئی ہے ۔

شری اودھو راؤ پٹیل شری وشنو چند گاندھی کو کتنا معاوضہ ملا ؟

شری وینکٹ رنگا ریڈی انکو (۸,۶۰۰) روپے (۶) آنے (۶) پائی معاوضہ ملا ۔

شری اودھو راؤ پٹیل انکی زمین کتنے ایکڑ تھی ؟

شری وینکٹ رنگا ریڈی اس سوچھتا میں ایکڑ دو گنٹہ تھی

شری اودھو راؤ پٹیل ۔ معاوضہ دینے کا معیار کیا تھا ؟

سری وینکٹ رنگا ریڈی ا ... ں کے حالات کے لحاظ سے ہوا ہے اسکی تفصیلات معلوم را ہو نو ار ل ممبر قانون حصول اراضی کے لحاظ فرا ں معاوضہ اراضی تعین سال و میں صو ں سال کا اصل و کا ہے حسب تفصیل دار و ں وجود ہے

श्री वामनराव देशमुख (मोमानाबाद) श्री विमरनर गाधी हे नामवार फुरुसद गाधी याचे कोणी रिलेटिव्हज (Relatives) आहेत काय ?

Mr Speaker This question cannot be allowed

سری کسن راؤ واگھمارے ... صحیح ہے مکلاس میں ا یے ر ہ حاب کو بھی شامل کیا جاتا ہے جہاں گھ ں ک ں کی ؟

شری وینکٹ رنگا ریڈی ... کلاس کیلئے ں ہم کی ر ہ اب لیجا جاتا ہیں اس قسم کی اواصاب اجاتی ہیں ... نہیں دیکھا اناکہ اس ں گ س اگی ہے ا ہیں اس کو دیکھنے کی ضرورت نہیں

شری کسن راؤ واگھمارے جہاں گھاس نہیں اگ سکتی ایسے ر حاب کو لاسس (Plantation) کیلئے ا جاسکتا ہے ؟

مسٹر اسپیکر جواب دینے کی ضرورت نہیں

Let us proceed to the next question, Shri Lumbaji Mukhtaji

Plots for Primary Schools

*265 *Shri Lumbaji Mukhtaji (Manjlegaon)* Will the hon Minister for Agriculture and Supply be pleased to state —

Whether it is a fact that certain plots of land in villages of Manjlegaon taluq of Bhir district allotted for primary school buildings which have not been constructed and cannot be constructed for some years, are not allowed to be cultivated by the Government?

Dr Chenna Reddy I think this question relates to the Revenue Department

Mr Speaker Let us proceed to the next question

LEVY COLLECTION—JEEP CAR

*315 *Shri S Rudrappa (Chitapur)* Will the hon Minister for Agriculture and Supply be pleased to state

Whether the Tahsildar of Chitapur Taluq, Gulbarga District, will be awarded a Jeep car as a present for the interest he evinced during the recent levy day' at Chitapur?

(3) What is the acreage ploughed by them in each District?

(4) What are the rates charged by the Government for the tractor ploughing?

ڈاکٹر حار لمی سنہ ۵۲-۱۹۵۱ع میں (۸) ٹریکٹرس ہر لدے کیلئے عرصہ ہے کی عور لنگی رو بمر ۲ کا ہ اب ہے لہ ماوی در ٹریکٹرس حرید ے کیلئے ضلع واری الاٹ (Allotment) نہیں کیا جا تا بلکہ ہر درخواست ر صروف کے بعد یہ عہ کیا جاتا ہے مربے حرو کا حواب یہ ہے کہ اىدہ مسم ہوے والے ٹریکٹرو نا ـ لمی اکر کی ہوگی یہ سکھیہ (सरया) طاھر کرنا اسمھو (असमय) ہے چوبے رو کا حواب یہ ہے کہ ناگر کسی کا بوح یہ ہے —

٦ ٨ گہرا ۲۴ رو یہ سکہ ع ماوی ۲۲ روپیہ ہد

٨ کہرای ۲٦ روپیہ سکہ ع ماوی ۲۴ روپیہ ہد

श्रीमती माधाताई बाबमारे (बैजापुर) मराठवाडके लिये कितने ट्रैक्टस दिये गये हैं ?

ڈاکٹر حار لمی او ء ب کے ملہ ۵۲ ٹریکٹرس ہیں جن میں سو اے ن کے ای سب مرھٹو رہ میں موجود ہیں

شری رنگ راؤ دشمکھ (گنگا کھیڑ) گورنمنٹ نے ٹریکٹرس کا رح پہلے فی ایکر روپے (۲) رکھا تھا بعد میں اس میں اور (۴) روپیے بڑھا دیے گیے میں آنریبل منسٹر سے یہ علوم کرنا چاھتا ہوں کہ کیا گورنمنٹ کو سابقہ رح سے نقصان ہو رہا تھا ؟

ڈاکٹر حار لمی ا یہ رح (۲) روپیے تھا اس سال (۴۲) روپیے کیا گیا ہے

سری مالک حہ ہ بہاڑے جو سے ٹریکٹرس دیے ہیں کیا سب کے سب چالو ہیں؟

ڈاکٹر حار لمی ہاں سب کے سب چالو ہیں

ایک آنریبل ممبر ناندیڑ اد میں کیسے ٹریکٹرس ہیں ؟

ڈاکٹر حار لمی میں سمجھتا ہوں کہ اس سوال کا حواب پہلے ہی دیا جاچکا ہے

شری رامہ راؤ دسمکھ کیا آنریبل منسٹر کو معلوم ہے کہ ٹریکٹرس کا رح بڑھانے کی وجہ سے کسان اسے استعمال نہیں کر رہے ہیں ؟

ڈاکٹر حار ریڈی جو آنریبل ممبر کا حال معلوم ہوا ہے مانگ دراصل بہت ڑھی ہوی ہے اس سے آنریبل ممبر جو حہ ہا ہیں نکال سکتے ہیں

شری گوپال ساسری دیو (مدھول) کیا آنریبل منسٹر کو معلوم ہے کہ ٹریکٹر چلانے والوں کو کھانا نہ دینے پر وہ لوگ زمین میں سیدھی کاشت ٹھیک ڈ ہی نہیں کرتے ؟

ڈاکٹر چنا ریڈی ۔ یہ ہیومن نیچر (Human nature) کی بات ہے ۔ کوئی خاص دار ٹ کے ملازم سے متعلق یہ بات نہیں ہوسکتی ۔ اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ اسکے جواب کی ضرورت نہیں ہے ۔

شری بھگوان راؤ گاڈے (عثمان آباد) ۔ مرہٹواڑہ کے لیے جو ٹریکٹرس دیے گئے ہیں وہ ایک ہی جگہ ہیں یا الگ الگ جگہوں پر ؟

ڈاکٹر چنا ریڈی ۔ میں نے کہا ہے کہ مرہٹواڑہ میں تین جگہوں پر ٹریکٹرس رکھے گئے ہیں ۔

شری کے ایس رام راؤ (دیورکنڈہ) ۔ کیا ٹریکٹرس ریّ او جنگل اراضیات کے لیے مستقل ایگریمنٹ کے لیے کرایہ پر دیے جاسکتے ہیں ؟

ڈاکٹر چنا ریڈی ۔ کرایہ پر نہیں دیے جاتے ہیں ۔

شری چندر سیکھر پٹیل (کملاپور) ۔ مرہٹواڑہ میں کن کن جگہوں پر ٹریکٹرس ہیں ؟

ڈاکٹر چنا ریڈی ۔ راسچور ، پربھنی اور ناندیڑ میں ہیں ۔

श्री शिवाजी मुक्ताजी — मार्केट कमिटिच्या निधकणुका पुत किती दिवसाना होतात ?

ڈاکٹر چنا ریڈی ۔ ٹریکٹرس بطور امداد قرض کے طور پر نہیں دیے جاتے ہیں بلکہ یہ کام نو پرافٹ اینڈ نو لاس (No Profit & No Loss) کی بیسس (Basis) پر دیا جا رہا ہے ۔

شری امّاجی راؤ گواڑے (پربھنی) ۔ ریٹ (Rate) زیادہ ہونے کی وجہ سے چھوٹے چھوٹے کسان ٹریکٹروں کو استعمال نہیں کرسکتے کیا گورنمنٹ کے پاس ایسا کوئی پلان ہے جس سے چھوٹے کاشتکار بھی کم کرایہ پر ٹریکٹرس سے استفادہ کرسکیں ؟

ڈاکٹر چنا ریڈی ۔ میں سمجھتا ہوں یہ سوال اسی وقت حل ہوسکتا ہے جب کہ ۱۶ ڈسٹرکٹس کے ۱۴۳ تعلقوں میں ٹریکٹرس رکھے جائیں ۔

شری رنگ راؤ دیشمکھ ۔ کوئی کاشتکار اگر ٹریکٹر لینا چاہئے تو گورنمنٹ کس فیصد سے امداد دیتی ہے ؟

ڈاکٹر چنا ریڈی ۔ ۶ فیصد گورنمنٹ برداشت کرتی ہے اور ۴ فیصد کاشتکار کو برداشت کرنا پڑتا ہے ۔

شری پی نارائن راؤ (محبوب آباد عام) ۔ مدراس میں ٹریکٹرس کے ریٹ (Rate) سستے ہیں کیا وجہ ہے کہ حیدرآباد میں زیادہ لیا جا رہا ہے ۔

ڈاکٹر چنا ریڈی ۔ مجھے فیگرس (Figures) دیکھکر مقابلہ کرنا پڑیگا ۔

سری بی ناراین راؤ دہ رہے ہے مد نا گو ممنٹ کوئی کارروائی کرینگی ؟
داکٹر حنا ر لمی ہو کیا ہے ضروری کی جائیگی

Mr Speaker Let us proceed to the next question Shri Veerendra Patil

Iron Ploughs as Taccavi Loans

*448 A *Shri Veerendra Patil* Will the hon Minister for Agriculture and Supply be pleased to state

Whether and if so, how many iron ploughs have been distributed to the Agriculturists on taccavi basis?

ڈاکٹر حنار لمی سنہ ۰ ۹۰ ع میں ۲۶ لوہے (Ploughs) اور سنہ ۵۲ ۹۰ ع میں ۳۳۹ لوہے تقسیم کیے گیے

شری ویریندر پٹیل کیا انریبل منسٹر ڈسٹرکٹ وائس فگرس (District wise figures) بتلا سکتے ہیں ؟

داکٹر حنا ر لمی اسکے لیے نوٹس چاہیے

شری چندر سیکھر پٹیل کیا یہ واقعہ ہے کہ ہمیں کمیٹی سے عہدہ داروں کو لسکوٹ ملتا ہے اسی کمیٹی سے کاسکاروں کو ... لیے ... کیا جاتا ہے ؟

ڈاکٹر چنا ر لڈی یہ غلط ہے اور شاید آ ... کو غلط فہمی ہوئی ہے اگر کلچرل ڈپارٹمنٹ میں جو عہدہ دار ہیں وہ اپنی ذمہ داری کے احساس کی ا ... ر اچھی مینک (Make) کی ... لینے کی کوشش کرتے ہیں

Mr Speaker Let us proceed to the next question Shri K L Narasimha Rao

Facilities to Koyas

*328 *Shri K L Narasimha Rao (Yellandu—General)* Will the hon Minister for Social Service be pleased to state —

What are the facilities given to Koyas in Yellandu Palwancha and Burgumpahad taluqs under Koya uplift scheme?

मीनिस्टर फार सोशीअलसर्वीस (श्री शंकर देव) यल्लदु पाल्वचा और बुरगम पहाड़ जिन तालूको म कोया सुधार योजना के सबध म जो सहायता दी गई है वह यह हैं —भूमी दान तकावी दान फ्री मेडिकल अड असदान लोहा कपडा अग्रीकल्चरल इंप्लिमेंटस कम रेट पर दिय गय ह। वोकेशनल गाइडन्स (Vocational guidance) सहकारी सस्था शैक्षणिक सहूलते दी गयी हैं। कोआपरेटिव फ़ारेस्ट

यदीगाय गार सोसायटीग (Co oper it ve Fore t it liz it o i S cieties) काम (To m) करके कन्माक्टस को जो फायदा होता ह वह केवन कोया गोगो को होन कि सुविधाय की गयी ह कुबे क्षदवान गयी । हन और बन ह यर परथेस सिस्टम पर दिय गय ।

سری کے ال وسمہا راو ل مر ہ کلاسکے ھں ک ں نعلاب
ں کے ک س آرگ (ig un se) کے گے و کی وہاں کہلو
گی ؟

श्री डाकरबव बावलिया कटीमरग मगनपुर और कोरमपुर में स्नदवायी गयी ह

سری کے ال وسمہا راؤ و د س ے ھں

श्री क्षकरबव जिसका टोटन नबर बतानानके लिय नोटीस चाहिय।

سری اسب ر ملی (لکند) تمام صلعوں کے نام کے ے د ھ ے ھ ؟

श्री डाकरबव यह स्कीम (८८९००) रुपयो की थी और वे रुपय खच कियगय।

سری مادھو راؤ ہرلی کر (ھ کولی ہ وط ما صحیح ھ ہ صاب نس ے
کا وعد کیا گ ھا لیکن ب ک م ہیں ہ ے

श्री डाकरबव स्पेशन लावली के तहत जहातक तकावी ती गाजिश होसकती थी सुसके अनसार ८७६ अकर ३४ गट १३० फमलीज (Iamilies) को दिय गय

سری گلسب راؤ واگھ ارے ک ای نا لہ ں (Pop ulation) ملا دس کی ھے ؟

श्री क्षकरबव यह प्रश्न जिस प्रश्न के सबध म नही पता होता।

سری کے ال وسمہا راؤ کیا برمل سرحائی ھں ک ں ں علعوں
ں ہاراں ملنے سے ھزروں لوگ ور سی مرے کے او ود کوئی مدد یہں دی گی
حالانکہ اسکی طلاع ھی آ ل مسر کہ کی ھی

श्री डाकरबव अध्यक्ष महोदय से म यह मालूम करना चाहुताहू की क्या अक ही पातको बार बार पूछा जा सकता हू ?

سری لکسمں کوبلا (صف اد عام) کیا ا ر ل ہر سلا کے ھں کہ ہاراں
بار ار آتی ھں تا ا ک ھی وقت ؟

श्री क्षकरबव अगर बार बार बीमारिया आती हू तो क्या बार बार प्रश्नोकी जरूरत हू ?

سری کے ال وسمہا راؤ کیا برمل مسٹر کو طلاع ھے کہ کمسں رگنا مر
کرنے کے بعد وھاں گورنمنٹ کی نب سے کوئی نظم ہو ے کی وجہ سے ھزروں لوگ
مررہے ھیں کہ کسی لی امداد دی گی؟

श्री सक्तरवेब आनरेबल मबर को यह इन्फरमेशन गलत मिला ह । हमारे मेडिकल आफिसस इन्सपेक्टस और कनाकुडस मोबाइल यूनिट की तरह काम करते ह और तिब्बी इमदाद पहुचाते ह । इस प्रकार सब तरह की सहोलते दी जारही ह

سری کے ال ورسمها راؤ ما و ل مسسر ے ں س ملعدں کا دورہ کیا ہے ؟

Mr Speaker How does this question arise?

श्री सक्तरवेब आनरेबल मबर अगर टा न जिनके सबध म पूछरहे ह तो यह प्रश्न किया जा सकता ह

Mr Speaker Let us proceed to the next question Shri Ankush Rao Venkat Rao

Veterinary Hospital Partur

*289 *Shri Ankush Rao Venkat Rao* Will the hon Minister for Rural Reconstruction be pleased to state —

(1) Whether there is any Veterinary Hospital in Partur taluq of Parbhani district?

(2) If not whether there is any proposal before the Government in this regard?

مسٹر فاروڈل ری کنسٹرکسن (سری دوی سنگھ حوھان) ررتعلقہ میں کوئی و ی ست ںہیں ھے ںعلوں میں ھو سست ھں وھی وھاں کی دیکھ بھال کرتے ھیں دوسرے کاھ ب ھے کہ وجہ د ل ے و رری ڈسسسر ر (Veterinary dispensaries) کے لیے بہ م کیا جاسکا

سری ھکوس راؤ کاڑھے کیا گورنمنٹ کے سامنے کوئی ایسی تجویز ھے کہ ھر تعلقہ میں ک ک دو خانہ قائم کیا جائے ؟

سری دوی سنگھ حوھان ی الحال ۴۳ تعلقوں میں و رری ڈسس ر ر ہیں ھیں ان میں سے س سال ۵ ا تعلقوں میں و رری ڈسسس ررر قائم کیے جاسکے مد سالوں میں آ ملہ غور کیا جاسکا

شری اماس راؤ گوا ے س لحاظ سے ررتور میں ڈسسسری اس سال قائم ھوگی یا آ د ؟

سری دوی سنگھ حوھان میں یہ ہیں کہہ سکتا

شری رنگ راؤ دیسمکھ جو نئے تعلقے قائم ھو رہے ھیں کیا وھاں بھی وٹرنری ھاسپٹلس قائم ہونے ولے ھیں ؟

سری دوی سنگھ حوھان جو نئے تعلقہ بنا گر ری گرسس (Jagir integration) کے ضمن میں بنے ھیں ور جہاں وٹرری ڈسسس ر ہیں ھیں وھاں قائم کیے جا رہے ھیں

شری رنگ راؤ دسمکھ گنگاکھیر میں ویٹرنری ہاسپٹل میں سال قائم ہوئے ولا ہے یا آئندہ سال

شری دیوی سنگھ چوہان سادہ سوال (Question) شے سطح ہر ملہ کے لئے ہلانا مشکل ہے

شریمتی معصومہ بیگم (ہ لی ر) سہم میں چہاں ویٹرنری ہاسپٹل کی عمارت ہے کیا وہاں کے قیام کا انتظام کیا جا رہا ہے

شری دیوی سنگھ چوہان حیدرآباد شہر میں (۸) ویٹرنری ہاسپٹل میں ہیں نے یونیورسٹی کی کالج میں سی کہ ویٹرنری (Veterinary Aid) میں پڑھی ہے

شری انا جی راؤ گراۓ سہر میں جو ویٹرنری ہاسپٹل ہیں وہاں انسانوں کے بھی جانور علاج کے لئے آتے ہیں ؟ (Laughter) قہقہہ

(Not answered) جواب نہیں دیا گیا

Mr Speaker Let us proceed to the next question Shri Ankush Rao Venkat Rao

Epidemics in Partur Taluq

*290 *Shri Ankush Rao Venkat Rao* Will the hon Minister for Rural Reconstruction be pleased to state

(1) Whether and if so, how many animals die of epidemics in Partur taluq during the year 1951 52?

(2) Whether any help was given to the people in this connection during that period?

شری دیوی سنگھ چوہان ملہ رور ن اکتوبر سنہ ۹۵ ع تک ہے ڈسیزڈ (diseased) جانور ائے تھے رپورٹ کے لحاظ سے جانور فوت ہو گئے دوسرے مرض کا جواب یہ ہے کہ جیسے ہی وہاں ڈسیز کی اطلاع ملی سلو کے ویٹرنری اسسٹنٹ وہاں گئے اور انہوں نے وہاں (۹۰) جانوروں کو انٹی ڈسیز سٹاک لیس (Anti disease inoculation) دیا

Mr Speaker Let us proceed to the next question Shri Waman Rao Deshmukh

Market Committee

*340 *Shri Waman Rao Deshmukh* Will the hon Minister for Rural Reconstruction be pleased to state

(1) Whether the Representatives of Agriculturists in the Market Committees are elected or nominated?

(2) Whether the President of Purli Market Com mittee has recommended the names of such representatives?

سری دوی سنگھ وھاں ماک ں س ںلہ گوں کہ ما ست (Nom a e)
کیا ماھے وکا کاں کےمامدے ں ے کا ب ھےکہ

سری سی وکو ے گ کہ س کے مامدے وےھ برلں ہر
ماس ہم سب ںبھیجی ی ھے

سری دوی سنگھ حوھاں ں ے س س ھے و ے ھیں
و ں ک کب کی کہ کا ے سے ھ ی ھے نھی گں کہ ہر کیا ھے

سری ماسی وکو ے کب کی س م جمع ھ ی ھے وکی ء ص
کےلیے پال کی ی ھے

سری دوی سنگھ حوھاں ماکب ی کا مامہ کیا ماھے
میں کلسٹاوں سم ں سم مے کے ے مم ح ھ ھے

سری و ں ر ودسہ کھ لی کب کمسی کے ہ کاما کیا ڈی کاکر
صاحب سے حکومب کے س سں کیا ہے

سری دوی سنگھ حوھاں ڈی کاکر کو ماموں کا سل ہے ں و سل
ھے ما کمسکا سرکے فر ھے و سکہ حکومب سے ی ھے

اہل ں ل ممبر کاکر صاحب ے ں ناموں کی سعامں کی نھی ک تک ہر
کیاگہ و ے ہص کو

سری دوی سنگھ حوھاں حکومب کے ڈسکرس (D scr t on)
سمجھ ھے

سری پھکوب ر وکار ھے کیا ہے لوگوں ک نھی ہر کیا حاما ھے مہ
وہاں وں سے علی کہیے ھیں و لگری ہیں کے ہ؟

Mr Speaker No arguments and no cross examinat on Merely a matter of information

سری دوی سنگھ حوھاں عرص علط ھے ممکن ھے ک ص گ ں
کلسکا ی نھی کے ے ھ ں و سا ھ ھی ھ و ھی سے لوگوں کو امر کیا حاسکہ
ھے مہر حال س کا طمساں ک ہ ماھے کہ و عب نھی کے ے ھیں

श्री वामनराव वेशमख मी माहिती वेतो आहे अध्यक्ष साहेब

मिस्टर स्पीकर आहम म हिती वेण्यावाची आवश्यकता न ही ते काम सवधीत मध्याचे आहे ते माहिती वेतील

ایک ممبر ل ممبر مارکٹ میں کسی کو نامزد کرنے کا یہ مارکٹ کمیٹی کو ہے یا
منسٹر صاحب کو

سری دیوی سنگھ چوہان میں نے یہی عرض کیا ہے کہ کلکٹر صرف سل بھیجتا
ہے اور گورنمنٹ نامزد کرتی ہے

شری ورمدر ل کیا یہ صحیح ہے کہ مارکٹ کمیٹی کے فنڈ سے لاکھ
روپے ان کو آ ... کہ دئے گئے اگر دئے گئے تو کن کو دئے گئے ؟

سری دیوی سنگھ چوہان یہ غلط ہے مگر مارکٹنگ ڈولپمنٹ فنڈ سے کوئی
ملی نہیں ہے

श्री गोपाळ शास्त्री देव मार्कट कमिटीचा पैसा खास खातं यासाठीच दिला जातो काय?

سری دیوی سنگھ چوہان جو کاشتکار مارکٹ میں آتے ہیں ان کو سہولتیں
دینے کے لیے یہ رقم صرف کی جاتی ہے اور دوسرے کاموں میں یہ رقم صرف نہیں کی جاتی

سری مادھو راؤ سل ... ارکٹ کمیٹی کاسی ایجنٹ صاحب کو مقرر کیا گیا
ہے کیا ان سے ... نقصان کا ... ہے کہ وہ ... الگ ری ... کرتے ہیں

سری دیوی سنگھ چوہان یہ ... ہیں مجھے معلوم نہیں ... یہ سکی تفصیل
میرے پاس ہے اگر نوٹس دیا جائے تو بتا سکتا ہوں

سری عبدالرحمن (ملک پیٹ) کیا ان ممبروں میں سب تو روں کی نمائندگی ہوتی
ہے جنہیں آپ مقرر کرتے ہیں ؟

سری دیوی سنگھ چوہان ہم صرف کاشتکاروں کو نامزد کرتے ہیں سل
سوداگروں کو نہیں

سری وی ڈی دیشپانڈے کیا یہ صحیح ہے کہ ... کا لحاظ کرتے ہوئے
نہ وکیل اور ... واری اگر ایگریکلچرسٹس کے انٹرسٹس (Interests) کی صحیح
نمائندگی نہیں کرتے ملیے انکو کمیٹیوں میں ... تاکہ اسمیں صرف کاشتکاروں کو ہی
نمائندگی دیجائے؟

سری دیوی سنگھ چوہان کاشتکار ہونے کا پوری طرح سے اطمینان کرنے کے بعد
ہی نام زد کیا جاتا ہے یہ قطعاً نہیں کہا جاسکتا کہ وکیلوں کو یہ لینا چاہیے ہوسکتا
ہے کہ ایک وکیل کاشتکار بھی ہو بہر حال زیادہ سے زیادہ اسمیں کاشتکاروں کی نمائندگی
ہوئی ہے

Business of the House

Mr Speaker Now we shall take up other work

Shri G Raja Ram (Armoor) Speaker Sir I present a petition signed by Messrs Rammorthy Naidu, T Mallesh N Shanker, P Gopal, Kamala Bai, Swarajya Laxmi,

L Krishnaand Bai, regarding the sudden withdrawal of food subsidy by the Government of India and the consequent decision of the Hyderabad Government to increase food prices affecting about 11 lakhs of people residing in the twin cities. The petitioners request for the redressal of their grievance by reducing the prices and bringing on the level that existed before the withdrawal of food subsidy

Mr Speaker This petition will be referred to the Committee on Petitions under Rule 186 (1) of the Rules of the Hyderabad Legislative Assembly

کل ا مری مر وحود کی مں اک ماہ نسس ھوا ھ کہ اسسحس کے لیے ام ا ب (Time limit) رکھی حاے طاھرھے کہ ھاوس کے سامے م ررو وسس ھں اور ک ھی رور ا دگھسے ای ھں مں مناسب سمحھا ھوں کہ ررول مں وو(Move) کرے والوں کو ادھا گھسہ اسسح کیلیے د ا حاے او دوسرے ہ ر کرے والوں کو ۲ مٹ دیے حاس مں پہلے ھی اس وکو واصح کردسا اھ ھوں د ہ کہا حاتا ھے کہ ھم کو کاں وف ٹھں ملا ھم اپے حالات کا ا ھی طرح سے اظہار ں کرسکے لکں مرا حال ھے کہ اس ادھ گھسہ کے ام کو ہ ر ک ے لازی ہ حا کر مرراراں ادھا گھسہ مرر کرا صروری ہ سمحھیں لکہ ھوسکے و مں سے کم وف مں مرر حم کرلی حاسکی ھے السہ کوں اھم مسلہ ھو و اسکے ارے مں کم سکیے ھیں مں سمحھا ھوں کہ ھاوس اسکو مول کرے گا اور مھے کھی حا کی صرورت مں ہ آسکی

سری سو ھمست راؤ کں حس مرر رکں سے ٹوں گھسہ ک مرر کی ھی کیا اکو ھی پھر ادھا گھسہ دیا حاسکا

مسٹر اسپیکر مں سمحھا ھوں اس کو وہ حود محسوس کرسکے اور حلد ھی ا ی مرر مہ کرسکے

Discussion on Non-Official Resolutions Nos 2, 8, 16 and 24.

శ్రీ కే హనుమంతరావు

స్పీకర్ సర్

నిన్న మీఅందరికీ ప్రముఖంగా స్టేట్మెంట్లు వారియొక్క ప్రస్తుతం చదివి వినిపించారు మళ్ళీ ఇప్పుడు వినిపించవలసిన అవసరములేదని అనుకుంటా నేను నిన్న నాటా ప్రదేశ చెందిన హైదరాబాదు ప్రజలయొక్క మాతృభాష కాకటువంటి హిందీ వ కంగా హైదరాబాదు ప్రజపైన రుద్దడం ఎరియయునది నాకని చెబుతుంటి నే ప్రముఖం స్టేటుమెంట్లు ఉదాహరణ చాలా వివరంగా చెప్పి ఇంకా న వద్ద ఎవస్తున్నాయి గాని అవన్నీ అవ రం లేవనుకుంటాను అయితే కాని నే చెప్పదలచుకున్నదను ంబ

హైదరాబాదులో హిందీ ప్రచారం చేయడానికి మేము ఎవ్వరం వ్యతిరేకించడంలేదు కాని మాతృభాష ఉర్దూకు బదులు ఉపయోగించిన సంపూర్ణముగా మేము వ్యతిరేకము మేమే కాదు హైదరాబాదు ప్రజలు అందరూ వ్యతిరేకిస్తున్నారని మీకు తెలుసు హిందీభాషను ప్రజలమీద రుద్దడం న్యాయంకాదని ఇదే హెచ్చరిస్తున్నాం హిందీ ప్రచారం ఇక్కడ జరగాలనుకుంటే దానికి యూనివర్సిటీని తీసుకోవాలని ఏమీలేదు కావాలంటే ఇక్కడ ఎన్నో బిల్డింగులున్నాయి బజారులో ఎంతమాత్రం ఎన్ని బిల్డింగ్సు ఉన్నాయి కావాలంటే అక్కడ హిందీ యూనివర్సిటీని ప్రత్యేకంగా పెట్టుకుండు వీలుంది అలా చేస్తే మాతృభాషలో ఉన్నతవిద్య నేర్పించడానికి అవకాశం కలుగుతుంది అయితే గాంధీజీగారు హిందీ భాషకు కేంద్రప్రభుత్వం హిందీ యూనివర్సిటీని పెట్టదలచుకుంటే దానిని ప్రచారం చేయడానికి ఎవరు అడ్డంపెట్టరు. అందుకు ఇక్కడి ప్రభుత్వం సహాయం చేయవచ్చు మేముగూడా సహాయము చేస్తాము హిందీ విషయంలో ఇంతకంటే ఎక్కువ చెప్పవలసిన అవసరం లేదనుకుంటాను కేంద్రప్రభుత్వం ఉస్మానియా విశ్వవిద్యాలయాన్ని తీసుకుని విషయంలో రెండుముక్కలు చెప్తాను ఆర్ట్సుకాలేజి సైన్సు కాలేజి వంటివి తీసుకొని ఎగ్రికల్చరల్ కాలేజి మెడికల్ కాలేజి ఇంజనీరింగ్ కాలేజి ఈ మూడు కాలేజీలు హైదరాబాదు గవర్నమెంటుకు వదులుతారట ఇదివరకు మెడికల్ కాలేజీని మెడికల్ డిపార్టుమెంటు నడిపిస్తుంది ఏవిధంగా ఎగ్రికల్చరల్ కాలేజీని ఎగ్రికల్చరల్ డిపార్టుమెంటు ఇంజనీరింగు కాలేజీని పి. డబ్ల్యు. డి నడిపిస్తుందనుకుంటాను ప్రత్యేకంగా ఉస్మానియా యూనివర్సిటీని నలుగుకోట్ల రూపాయలు ఖర్చుచేసి హైదరాబాదు ప్రజలు రక్తం ఒప్పి పెంచినది ఇటువంటి దానిని ముక్కలుచేసి సెంటర్కు అప్పచెప్పడం న్యాయంకాదు ఈ విధంగా ముక్కలు చేయన్నట్లయితే ఒక్కొక్క కాలేజిమీద ఒక్కొక్క డిపార్టుమెంటు ఆధిపత్యం వహిస్తుంది పాలిటిక్సు వచ్చి టీచర్సును నియమించేటప్పుడు వారి ఇష్టంవచ్చినట్లు చేయవచ్చును గ్రాడ్యుయేట్లు తరఫున సెనేటు ఎన్నుకోవడం మధ్య చిన్నత యూనివర్సిటీకి ఎన్నికలు ఇప్పుడు సెనేటు నడుస్తున్నది దానికి ఎన్నికలు క్రమంగా జరుగడం లేదు ఫండ్సు సరియైన పద్ధతులలో లేనట్లుగా తెలుస్తున్నది పత్రికలలో ఎన్నోసార్లు ఎంక్వయిరీ కమిటీలు వేయమని ఎడిటోరియల్స్ (Editorials) వ్రాసినప్పటికీ స్టేటుమెంట్సు ఇచ్చినప్పటికీ వాటిని లెక్కచేయకుండా ఆ సమస్యను మాటలకు ఏకాపేసి యూనివర్సిటీని సెంటరుకు అప్పచెప్పుటకు హైదరాబాదు ప్రభుత్వం అనుకూలంగా ఉండటం చాలా విచారకరం ఈ విషయంలో నేనొక్కడినే కాదు శ్రీ సూరవరపుప్రతాపరెడ్డిగారు తమ ఉపన్యాసంలో "కేంద్రప్రభుత్వం ఉస్మానియా విశ్వవిద్యాలయాన్ని తీసుకొనుటకు ప్రజా వ్యతిరేకంగా ఉన్నది అందువల్ల హైదరాబాదు ప్రభుత్వం కేంద్రప్రభుత్వ అభిప్రాయాన్ని వ్యతిరేకించాలని' చెప్పారు ఆ వార్త పేపర్సులో కూడా వచ్చింది అది నిన్న వినిపించాను వారు విశ్వవిద్యాలయం విషయంలో రాజకీయంగా చూడకండి ఇది ప్రజాసమస్య రాజకీయాలతో సంబంధంలేదు ఈ విషయంలో పార్టీ విప్పు ఉపయోగించకండి విప్పు యూజ్ చేసి కేంద్రానికి అప్పచెప్పడానికి పూనుకున్నట్లయితే ప్రజాఉద్యమం ఎందుకురాదో ఆలోచించమని" హెచ్చరిక చేశారు శ్రీ కె ఆర్ వీరాస్వామిగారుకూడా విప్పు యూజ్ చేయవద్దనిచెప్పారు శ్రీ వి డి దేశపాండేగారు చీఫ్ మినిస్టరుగారికి ఉత్తరం వ్రాస్తూ ఇది ప్రజాసమస్య, ముఖ్యంగా విద్యకు సంబంధించినది మీరు ఈ విషయంలో విప్పు ఉపయోగించకండి అని వ్రాశారు ఆంధ్రసారస్వత పరిషత్తువారు డిప్యుటేషన్ తీసుకుపోతాము మీలో కలుస్తాము అంటే దానికి కూడా ప్రధాన మంత్రిగారు జవాబు ఇవ్వలేదు ప్రజానాయకులు ప్రముఖ నాయకులు స్టేటుమెంట్సు

ఇచ్చిన తరువాతకూడా హైదరాబాదు ప్రభుత్వం కేంద్రప్రభుత్వం ఈ యూనివర్సిటీవిషయంలో ఇంత పట్టుదలగా వుండటం ఎందుకో నాకు అర్థం కావడంలేదు కేంద్రప్రభుత్వం చెప్పినదానికి ఇక్కడి ప్రభుత్వం ఎక్కడికక్కడ ఒప్పుకొంట ఎక్కడిదో నాకు అర్థం కావటం లేదు చాలా మంది కాంగ్రెసువారికి నాకు స్నేహంవుంది ఎంతకాలంనుంచి వుంది వాళ్ళు తా కేంద్ర ప్రభుత్వానికి విశ్వవిద్యాలయం ఇవ్వడం చాలా గట్టిగా వ్యతిరేకిస్తున్నారు పార్టీలు వారికి వ్యతిరేకంగా డిసిషన్ చేసే వారిమీద రుద్దడం భావ్యంకాదు ఆఖరుకు శ్రీ ఎం. డి. మెహ్రా గారు ఈ ఫిబ్రవరిన చెప్పినది ఉదాహరణగా ఇస్తున్నాను

చట్టాల నిబంధనద్వారా ప్రజలనెత్తిపై బలవంతంగా ఒక భాషను రుద్దడం సాధ్యంకాదు ప్రజామోదంతో ప్రజా సహకారంతో మాత్రమే అట్టిపనులు జరుగగలవు

ఇప్పుడు నేను మీకు చెప్పదలచుకున్నదేమంటే నేను చెప్పడమేకాదు ఇక్కడ మీరు ముఖ్యంగా ట్రెజరీ బెంచీ వారు బహుశా చూస్తున్నారనుకుంటా ఉస్మానియా విశ్వవిద్యాలయం ప్రశ్న వస్తే ఎప్పటినుంచి ప్రజలు స్టూడెంట్సు నాయకులు ఏమి చర్చిస్తున్నారు? ఇది మా కుంటుందా? లేక ఢిల్లీప్రభుత్వ క్రిందికి పోతుందా? అని చర్చిస్తున్నారు పైగా దానికి పేపరుకు చూసినట్లయితే ఈ సమస్య ఎంత ముఖ్యమైనదో అర్థమవుతుంది ప్రజలు దీనికి వ్యతిరేకిస్తున్నారు ముఖ్యంగా స్టూడెంట్సు వ్యతిరేకిస్తున్నారు ప్రజానాయకులు వ్యతిరేకిస్తున్నారు కాంగ్రెసుపార్టీమెంబర్లుకూడా వ్యతిరేకిస్తున్నారు అటువంటప్పుడు ప్రభుత్వ నిర్ణయాన్ని బలవంతంగా నెత్తిన రుద్దడం ప్రజలుగాని నాయకులుగాని స్టూడెంట్సుగాని సహించరు ఏ విధంగా వందేమాతరం విషయంలో ప్రజలు పట్టుదల తీసుకున్నారో ఆ విధంగా ఈ విషయంలోకూడా తీసుకొంటారని తెలుపుతున్నాను కాబట్టి నేను తెచ్చిన తీర్మానాన్ని తప్పక ఆమోదిస్తారని భావిస్తున్నాను

شری کے وی نارائن ریڈی (راجگیہ ال بی ٹی) جامعہ عثمانیہ کے متعلق میں نے جو قرارداد پیش کی ہے اسکی ہم سمجھتے ہی اہمیت ہے اسے کی کوشش کریں کم ہے اسلیے ہیں کہ گذشتہ دو روز سے جامعہ کی قرارداد زیر اسمبلی میں زیر وچار (विचार) ہورہے ہیں اسکو سنے کیلیے گیلری بھری ہوئی ہے اور کہ طلبہ ہیں مل رہے ہیں بلکہ اسکی خاص اہمیت یہ ہے کہ گذشتہ ۳۰ سال سے ہندوستان کے ایک خاص حصہ میں ایک تجربہ کیا جارہا تھا اس تجربہ کے نتائج کیا ہوئے اس سے کیا فائدے اور نقصانات ہوئے ؛ ان سب کا جائزہ لیے بغیر پھر ایک نیا تجربہ کرنے کیلیے اقدام کیا جارہا ہے میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ عوام کی اگر ضروریات زندگی کے بعد جو ضروری چیز ہے وہ علم ہے جسطرح مرکزی گورنمنٹ نے اسکو اہمیت دی ہے اسیطرح ہندوستان میں بھی اسکی اہمیت ہے - اور جو کہ اس اہمیت کا اندازہ نہ کرتے ہوئے غیر جمہوری طریقہ سے جامعہ عثمانیہ کو یونین کے حوالہ کرنے کی کوشش کیجارہی ہے اور مسٹر اسکو ایسے نہیں لیا جاتا ہے اسلیے بھی اسکی اہمیت ہے اسکی اہمیت اسلیے بھی ہے کہ میں جامعہ عثمانیہ کا ایک طالبعلم رہ چکا ہوں مدرسے کی اساتذہ اسمیں ہیں اور ایسے ہی مدرسے کی ایک شاگرد بھی وہاں ہیں اسکی اہمیت کا اندازہ اس سے ہوسکتا ہے کہ جامعہ عثمانیہ

میں ہزار ہا لاکھ طالب علم رکے ہوئے ہیں اور بہتیرے گھر ویران ہوئے ہیں
اسکے بعد یہ مسئلہ بھی اہم ہے یہ جامعہ عباسیہ جو ۲۳ کالجوں کیلئے ملحق
یونیورسٹی (Affiliating University) ہے ان کالجوں کے ہزار
طلباء یہ چاہتے ہیں کہ ہمارے کالج کو حکومت ہند کے حوالہ نہ کیا جائے لئے ہی
یہ مسئلہ کافی اہمیت رکھتا ہے اس مسئلہ کی اہمیت کو اچھی طرح ہمارے رسرا لدر
امردے ر ری حکومت کو کمٹمنٹ (Commitment) کیا ہے اس پر
بھی ہمیں وچار کرنا ہے سکے بعد میں یہ بتانا کہ مارچ میں کئی باتیں ہیں
اور جو تو ہیں ہیں جس کی اہمیت ہے میں دکھاتا ہے ۲۰ مئی سنہ ۹۰ ع کو
مستعفی ہو کر رجسٹرار جامعہ عباسیہ سے ہر تھا بھی جن تک معلوم ہے اس یونیورسٹی
کے ہر بات کا بحث کو دی پی (D P I) کے عہدے دینے کی کوشش
کی گئی تھی جامعہ عباسیہ کے گذشتہ وائس چانسلر و ب رحمان کے اساتذہ ہیں
جس لئے کہ مسئلہ کو حل کرنے سے پہلے دلباب ملنے والے ہیں سکتا یہ ایک
سیاسی داؤ ہی بھی یہ ہو سکتا ہے کہ انہوں نے مرادی مفاد کی خاطر سکتا ہو اسکا
اندر یوں ہو ہے کہ الیکشن کے بعد میں بہت مرو کی جو مرتبے میدان میں ہوئی
اسکا جری نتیجہ یہ تھا یہ جامعہ عباسیہ کے جو پی آمد مسئلہ کو ہم دیکھتا ہے
ہیں سکے بعد نو مرتبہ ۹۰ ع میں وائس چانسلر بنے اے میں نواب علی اور جنگ
ہے میں قسم کی تک جوڑ کی بھی اسکے علاوہ اسوقت جب یہ ہم الیکشن کی اڑان
کررہے تھے ہماری ہم ر وجہہ کہ ان میں مشغول تھی اور ساتھ سے ہم اس مسئلہ د
سوچ بچار نہیں کرسکتے تھے یہ سا طے کر گیا یہ احسن ن (Agitation)
امردی ہے اور اجتماعی بھی کمشنر کمیٹی (Citizen Committee) بھی
قائم (Iorm) کی گئی ہے عباسیہ کے طالب علموں کی طرف سے بھی اس مسئلہ پر
کافی غور و خوض کررہی ہیں اور انکے منتظر ہیں کہ اسمبلی میں کیا فیصلہ ہونے والا
ہے ر د تعصبات میں یہ جڑے ہوئے ہیں کیونکہ کہ ہر ایک حق سے جو ب
عباسیہ یونیورسٹی کے وائس چانسلر بھی ہیں اسوقت کے وزیروں میں ایک وزیر کی حیثیت
سے بھی اور اس مسئلہ کے بارے میں جو سوالات ہوئے اسمیں بہت کچھ ہے ۲ مئی کے
اعلان سے یہ پتہ چلتا ہے کہ راجستھانی حکومت کے مشورہ سے یہ کام کیا گیا اور اس بارے میں
عاملہ یعنی ایگزیکٹو (Executive) سے مشورہ کیا گیا خصوصاً اس زمانہ میں
بہاولپور اسمبلی کے چار ممبروں نے پبلک عوام کی اطلاع کیلئے ایک ہی اسٹیٹمنٹ
(Statement) اخبار میں بھی دیا اور یہ اس پر روشنی ڈالی گئی صرف ایک
حالیہ جلسہ میں آنریبل چیف منسٹر نے ایک جواب دیا ہے میں یہ پوچھتا ہوں کہ کس
ذمہ داری یا غیر ذمہ داری سے ۲ سال سے جو یہ مسئلہ حل رہا تھا اسکو جلدی کر حل کرلیا
گیا؟ جسطرح دہلی علیگڑھ اور سا ی نکس کو لیا گیا اسی طرح ب جامعہ عباسیہ کو
بھی لیا جاتا ہے ہیں لیکن اب یہ اب معلوم ہورہی ہے کہ اس یونیورسٹی کا اسکیم کیا
پروگرام ہوگا اور کسطرح اسکو چلایا جائیگا اسکے لئے ایک کمیٹی بھی بنائی گئی ہے

میں نے کمیٹی میں گورنمنٹ آف انڈیا کے ۳ سکریٹری رہ چکے ہیں اور حیدرآباد کے تین عہدہ دار یعنی سابق سکریٹری ایجوکیشن سکریٹری اور موجودہ وائس چانسلر بھی ہیں۔ یہ انسٹیٹیوشن (Institution) معمولی نہیں ہے اور یہ بھی نہیں معلوم کہ اس ملک انسٹیٹیوشن کے بارے میں ایسا غیر ذمہ دارانہ طرز عمل کیوں اختیار کیا گیا۔ موجودہ ایجوکیشنسٹ سے کسی طرح بھی کنسلٹ (Consult) نہیں کیا گیا اور نہ اس بارے میں کوئی تحقیقات کی گئی بلکہ سنٹرل گورنمنٹ کے مشورہ سے ایک کمیٹی مکمل کر دی گئی اور عجلت کے ساتھ کارروائی کی گئی ہے۔ اتنے عرصہ تک انگریزی ذریعہ تعلیم رہ چکی ہے۔ یہ عوام کے آگے اپنی ہمت نہیں رکھتا۔ قوم کے لئے کئی اور اہم مسائل تھے۔ گذشتہ ۳۴ سال سے جامعہ عثمانیہ میں اردو زبان کے ذریعہ تعلیم ہوتی رہی ہے۔ یہی نہیں بلکہ جب یونیورسٹی کے بعد پنڈت جواہر لال نہرو جہاں نے اس وقت جامعہ عثمانیہ کے وائس چانسلر علی یاور جنگ نے ان کی آمد کے موقع پر یونیورسٹی میں اڈریس (Convocation Address) پڑھا تھا جس کے جواب میں انہوں نے کہا تھا کہ جامعہ عثمانیہ میں ہندوستانی ذریعہ تعلیم ہونا چاہئے۔ سردار ولبھ بھائی پٹیل جب یہاں آئے تھے تب انہوں نے بھی یہی کہا تھا اور سری راجگوپال چاری جب گورنر جنرل یہاں آئے تھے انہوں نے بھی ہندوستانی کو جامعہ عثمانیہ کا درجہ ... دینے کی تائید کی تھی۔ جامعہ عثمانیہ میں اردو ذریعہ تعلیم ہے اور ہزاروں طلبا ایک ایسے ڈھنگ سے آئے ہیں جانتے ... پالیسی کچھ بھی ہو مگر اسکی تبدیلی میں اتنی عجلت نہ کرنی چاہئے۔ عثمانیہ یونیورسٹی ایک کارخانہ ہے جہاں سے نکلنے والے گریجویٹ صرف ملازمتوں کے لیے ہی کام ہوتے ہیں۔ جاگیرداروں اور بڑے لوگوں کے لڑکے تو باہر تعلیم حاصل کرنے کیلئے چلے جاتے ہیں لیکن مڈل کلاس کے لوگ اپنے لڑکوں کو عثمانیہ یونیورسٹی ہی میں پڑھاتے ہیں۔ اگر آپ حیدرآباد کی سول لسٹ اٹھا کر دیکھیں تو معلوم ہوگا کہ حیدرآباد کے سارے ہی ہزار گزیٹیڈ آفیسرس میں سے (۲۲) سے زیادہ عثمانیہ یونیورسٹی کے گریجویٹس نہیں ہیں۔ عثمانیہ یونیورسٹی نے اب تک ۲ ہزار گریجویٹس نکالے ہیں لیکن حیدرآباد کی موجودہ منسٹری میں صرف (۲۲) سے زیادہ گریجویٹس نہیں ہیں۔ سنٹرل سکریٹریٹ ہی کو لے لیجئے اس میں (۱) گزیٹیڈ آفیسرس ہیں ان میں ۳ ... ۴ عثمانیہ یونیورسٹی کے گریجویٹس ہیں باقی (۲۵) باہر کے ہیں مگر انہوں نے اپنی تعلیم دوسرے جامعات میں پائی ہے۔ اس طرح اردو ذریعہ تعلیم ہونے سے ایک تمام نافذہ بیروزگاری بھی چل رہی ہے۔

ہم دیکھتے ہیں کہ پولیس ایکشن کے فوری بعد سے یہاں کی ہر چیز ہی کو بدلی جانے لگی۔ یہ ہرگز نہیں سوچا جاتا کہ ملک پر اسکے کیا اثرات ہونگے۔ یہاں پہلے ہی سے ایجوکیشن کم ہے اور جو ایجوکیشن ہے اسکا دستور ہی نرالا ہے۔ کوئی گیارنٹی نہیں۔ اب ہمارے ایجوکیشنلسٹس ایک نئے طریقے سے سوچ رہے ہیں۔ افسوس کی بات ہے کہ عوام کو دھوکہ دیکر ایک غلط خبر لائی جا رہی ہے جسکی ساری ذمہ داری ہماری پاپولر گورنمنٹ کے ان چار منسٹرس پر ہے جو پہلی گورنمنٹ میں بھی شریک تھے

اور آج بھی ہیں۔ انکو اس بات کا پتہ تھا لیکن انہوں نے اسکو اعلیٰ نہیں لایا۔ اس طریقہ سے غلط الزامات لگا کر کے ملک میں حقیقت کو پوشیدہ کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر حکومت ہند ہمارے بارے میں کوئی فیصلہ کرے تو ہمیں بھی یہ سوچنا چاہئے کہ کیا یہ فیصلہ ہمارے لئے مفید ہے یا نہیں۔ آج ہم سب بہار عوام کے نمائندوں کی حیثیت سے جمع ہوئے ہیں اور یہ ملک کا نمائندہ ایوان ہے۔ میں سمجھتا ہوں اگر کوئی بھی مشکل دکھائی اور گورنمنٹ آف انڈیا سے درخواست کرے تو صحیح طور پر نمائندگی کرتے ہوئے یہ بتلائے کہ اس سے ملکوں کا کافی نقصان ہوا ہے۔ اور بہتر نتیجہ نکل سکتا ہے اس کی تلافی اسی وقت ہوسکتی ہے جبکہ آئندہ پانچ سال تک اس کو اسی طریقہ سے رکھا جائے جس طرح کہ رادھا کرشن کی رپورٹ ہے یعنی اردو کے ساتھ ساتھ انگریزی ذریعہ تعلیم (Medium) بنایا جائے۔ عثمانیہ یونیورسٹی کے ختم ہو جانے کے بعد سے جو نتائج ہونگے انکو میں واضح کرنا چاہتا ہوں۔ اس طرح سے یہ آج کل افواہیں گشت لگا رہی ہیں ان سے یہ بھی واضح نہیں ہوا کہ عثمانیہ یونیورسٹی کے کون کون سے حصے لے جارہے ہیں۔ پہلے کہا گیا کہ آرٹس اور سائنس کالج لے لئے جائیں گے۔ یونیورسٹی کے جو اسٹیٹ بھی ہیں جو ملک کے اثاثہ ہیں۔ انکے تحت دو ہزار ایکڑ زمین ہے۔ سائنس کالجس بن رہے ہیں۔ اسکے علاوہ اس احاطہ میں انجینئرنگ کالج بھی ہے۔ ٹیچرس کالج ہے۔ اسکے علاوہ شہر میں بھی اسکے تحت جو کانسٹی ٹیوئنٹ کالجس (Constituent Colleges) ہیں جملہ ۹ کانسٹی ٹیوئنٹ کالجس ہیں اور ۲۲ افلیئیٹڈ کالجس (Affiliated Colleges) ہیں۔ ان پر ملک کا جو روپیہ صرف ہوا ہے اس کا لحاظ کرتے ہوئے ہمیں یہ بھی دیکھنا ہے کہ ان کا معاوضہ کیا ہے اور ہمیں سنٹر سے اس کے لئے کیا ملیگا۔ مجھے جہاں تک علم ہے ارٹس کالج کی عمارت سال ۱۹۴۸ع میں مکمل ہوا تھا اور اس پر ۳۲ لاکھ روپیے صرف ہوئے۔ اسکے ساتھ دوسرے جملہ کالجس پر دو کروڑ روپیے خرچ ہوئے ہیں۔ یونیورسٹی عمارتوں اور عام کے جملہ اخراجات تقریباً ۱ کروڑ روپیے ہوئے ہیں۔ اس طرح جملہ ۵ کروڑ روپیوں کی لاگت سے یونیورسٹی چل رہی ہے۔ اسکے ساتھ ایک دارالترجمہ بھی ہے یہ سب عثمانیہ یونیورسٹی کے اثاثے (Assets) ہیں۔ با الفاظ دیگر حیدرآباد کے اسٹیٹ ہیں۔ حیدرآباد کی ان نمائندہ جماعت کو حق ہے کہ حیدرآباد کے ان اثاثوں کو سنٹر کے حوالہ نہ کرنے کا فیصلہ کرے۔

اس کے بعد عثمانیہ یونیورسٹی کو ہندی یونیورسٹی بنانے کا سوال ہے۔ میں ہندی کا مخالف نہیں ہوں۔ میں نے ہندی کا ایک امتحان فسٹ کلاس میں پاس کیا ہے اور ہندی کا رجحان ([illegible]) بھی تھا ہے لیکن ازادی حاصل ہونے سے پہلے ہندی کے لیے ہمارا جو جذبہ تھا ، انڈین گورنمنٹ اسکے بعد غلط طریقے اختیار کئے جانے کی وجہ سے وہ باقی نہیں رہا۔ میں یہ صاف طور پر کہونگا کہ عثمانیہ یونیورسٹی کو ہندی یونیورسٹی بنانے کی تجویز غلط ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر پنڈت نہرو کو حیدرآباد کے صحیح حالات کا علم ہوتو وہ خود بھی اسکو قبول نہ کرسکیں۔ میں یہ کہونگا کہ

حصہ دینی تعلیم کی خاطر مطالبہ کی گئی ہے وہ غلط رہبری ہوئی ہے میں میں کوئی
شبہ نہیں ہے ہندی یونیورسٹی کا مسئلہ کسی ایک دو کا نہیں ہے بلکہ پورے حیدرآباد
کا مسئلہ ہے اگر ہندی یونیورسٹی بنانے کی تجویز کو امپلیمنٹ (Implement)
کرنے میں عثمانیہ یونیورسٹی کو معلوم ہونا چاہیے کہ ہندی والوں نے الہ آباد بنارس اور
لکھنؤ میں یونیورسٹی بنائی ہیں اور ہندی کی ان سے معلوم ہوا ہے کہ ار
دو سے ہندی کو موٹ میں لانا ہے ۔ میں سمجھونگا کہ اگر ہندی کو
موٹ میں لانے کے لیے اس قسم کی یونیورسٹی کو استعمال کیا جائے تو جامعہ کے
اول ہندی کو سنبھال نہیں سکتا ہمارے سامنے دو کا ۳۰ سال کا تجربہ ہے
میں تجربہ سے یہ ثابت ہوا ہے کہ ہندوستان کی کوئی زبان سائنٹفک (Scientific)
اور اعلیٰ علم کے لیے موزوں نہیں ہو سکتی ۔ دہ کرنے کی کوشش بھی ہو رہی ہے
مدراس میں بھی ہندی کے خلاف ایجی ٹیشن (Agitation) ہو رہا ہے اگر
سوچیں تو دنیا کے لیے حیدرآباد میں ہندی یونیورسٹی قائم کر کے یہ خیال کیا جائے کہ آئندہ
۵ سال میں ہندی ایک لازمی و ذریعہ زبان بن جائے گی تو میں کہونگا کہ اس
کے لیے حیدرآباد موزوں نہیں ہے اس لیے کہ حیدرآباد میں ایک ہی یونیورسٹی ہے
یہ حیدرآبادیوں کے لیے صدقہ ایک مسئلہ ہے اگر یہ یونیورسٹی لے لی جائے تو
حیدرآبادیوں کے لیے کوئی دوسری یونیورسٹی نہیں ہے کے لیے یہ معلوم ہے اور یہ ان کا
مسئلہ ہے اور ان کے ملیں ایک جانب دے سکتے ہیں کیونکہ حیدرآباد میں اسکی کمی
نہیں ہے اگر گورنمنٹ آف انڈیا کا مقصد ہندی کو پاپولر (Popular) بنانا
تھا تو اسی طرح اس سے بہتر ہے جیسے بنارس یونیورسٹی وغیرہ ہیں ان کو موقع دیتی
ان کی مالی حالت درست کی جاتی اور یہ بہتر طریقہ ہوتا یا یہ ہو سکتا تھا کہ عثمانیہ
یونیورسٹی میں اسکی پیرالل کلاسس (Parallel Classes)
کھولے جائے اور وہاں اسکی تعلیم کا انتظام کیا جاتا جیسا کہ دہلی یونیورسٹی اور بمبئی
کے میں اس قسم کا انتظام کیا گیا ہے لیکن اس کے لیے ایولیوشنری میتھڈس
(Evolutionary Methods) اختیار کیے گئے حیدرآباد میں کرانہ رہبت مشکل
ہو سکتا ہے (اور حیدرآباد اس کے لیے مشہور بھی ہے) یہ ہو سکتا تھا کہ یہاں پہلے
ہندی کے ہائی اسکولس کھولے جائے اور دو تین سال بعد کالجس قائم کیے جاتے یہ
طریقہ بہتر ہوتا

(Bell was given)

میں مسٹر اسپیکر سے ریکویسٹ (Request) کرونگا کہ ایسے اہم معاملہ
کے سلسلہ میں ٹائم کو محدود نہ کریں اس سے پہلے کئی اسپیکروں نے غیر اہم مسئلوں پر
کافی ٹائم ویسٹ (Waste) کیا ہے یہ حیدرآبادیوں کے لیے ایک اہم چیز ہے

مسٹر ڈپٹی اسپیکر اسکے علاوہ پہلے بھی طے ہو چکا ہے اسپر ڈسکشن
(Discussion) کرنے کی ضرورت نہیں

شری بھگوت راؤ گاڑھے نا ہم وسٹ ٹرے کا ریمارک (Remark) دیا گیا ہے میں کہونگا کہ یہاں ارمل سیرس ایم وسٹ کرے ہیں اے

سری کے وی نارائن ریڈی اسلئے گر حیدرآباد میں ہندی کو برقرار رکھنے کے لیے جامعہ عثمانیہ کو لے لیا اسکا نواس سے ریجنل سکولوں (Regional languages) مرکاٹی را ار ڈیا او عامی زبان ہے بے مرھی کنڑی ۔ انکو وعیرہ جو ۸۸ فیصد آبادی کی زبان ہیں اکر یہی نظر انداز کیا ہے و ھیک ہ ہوگا سنا وہ ۵۲ء کے لیے جامعہ عثمانیہ کا بجٹ ہے و ہ ارہ ہا اوسکو دیکھیں و معلوم ہوگا کہ گورنمنٹ کی جانب سے جو رقم اسکو دیگئی وہ ۶۵ لاکھ روپے تھی او جامعہ عثمانیہ کے فیس وعیرہ سے جو رقم وصول ہوئی وہ ۱۲ لاکھ ۲۰ ہزار روپے تھی اس طرح کل ۷۷ لاکھ ۷۰ ہزار روپے اوس کا موازنہ تھا اوس میں صرف ایک لاکھ ۷۰ ہزار روپے مرھی تلگو اور کنڑی ان تین زبانوں کے لیے رکھے گیے ہیں حالانکہ عوام کی زبان ہیں لیکن ان کے لیے صرف ایک لاکھ او کچھ ہزار روپیہ رکھے گیے ہیں گویا اس طرح ان زبانوں سے سوتیلی ماں کا سلوک کیا جا رہا ہے یہ و یا ہی سلوک ہے جو پچھلے ۳۰ سال کے عرصہ میں ان زبانوں کے ساتھ ہوتا رہا ہے ۔ اردو زبان کے زمانہ میں جس طرح ان کا حال ہوا تھا وہی حال اب بھی ہوگا ۔ میں یہیں کہتا کہ اردو ٹھکرادی جائے یہ صرف حیدرآباد میں بلکہ ار ردمیں ن ہی اسمبلی کے مباحث ع و یا اردو میں ہوتے ہیں میں اس سلسلہ میں ایک سب سے زیادہ اہم امر کی طرف توجہ دلاونگا وہ یہ کہ ہمارا تعلیم یافتہ طبقہ اس کی وجہ سے بیروزگار ہوجاتا ہے او اس وقت جو ہزاروں طالب علم جامعہ عثمانیہ میں زیر تعلیم ہیں ان کا ذہن مستقبل نہیں رہیگا پولیس ایکشن کے بعد ملک سروس کمیشن کا قیام عمل میں آیا اوسکے چیرمین کی لنگوج (Language) انگریزی ہے اس طرح ایک انگریزی داں کو لاکر بٹھا دیا گیا ہے ہمارے جون کی ادری زبان آئندہ پندرہ سال تک نہیں بڑھ سکے گی ۔ آنریری ممبر کی جانب سے اس سلسلہ میں ایک ریزولیوشن موو (Move) کیا جا رہا ہے آنریبل ممبر مرام جادر گھاٹ نے اسکو پیش کیا وہ اس ریزولیوشن کو ازسر نو ریزولیوشن (Positive Resolution) نہیں ہیں وہ جو کہ اسکے موو (Mover) ہیں ایسا یہ جو چاہے کہہ سکتے ہیں لیکن دیکھنا یہ ہے کہ ملک اوس (Public opinion) کیا ہے ۔ جو لوگ ہاوس کے اندر ہیں اور وزیٹرس گیلری میں بیٹھے ہیں اگر ان سب کا سیکرٹ بالٹ (Secret Ballot) لیا جائے تو وہ عثمانیہ یونیورسٹی کو ہندی کی راہ سے منگے عثمانیہ یونیورسٹی ملک اکسیکریسی ہی ہے وہ حیدرآبادیوں کے خون سے بنی ہے اسلیے حیدرآبادیوں کو اس پر وچار کرنے کا حق ہے ۔ آخر میں امید کرتا ہوں کہ آنریری بحث اس مسئلہ پر اس اسمبلی میں غور کرینگے

شری راجہ رام ... حکومت ہند کے اس فیصلہ پر جو اوس نے عثمانیہ یونیورسٹی کو اپنے کنٹرول میں لینے کے لیے کیا ہے اور جو یہاں کے عوام کی مرضی

کے خلاف ہے کیونکہ میرے سے پہلے جو بیان ہوا وہ ممبر کی بہ ایک اور ممبری انی قرار
داد کے الفاظ کی طرف متوجہ کرانا چاہتا ہوں

"That this Assembly is of the opinion that the decision of the Government of India to convert the Osmania University into a Central one with Hindi as medium of instruction with the view to develop Hindi as the national language in the South and thereby to unite the North to the South in language, when the consensus of public opinion is against it, is dictatorial and hasty It will antagonise those for whose benefit it is being done, when this action is being taken much against their will because

(a) the State has only one University which was built with the money of the people of the State costing more than four crores of rupees thus it will put them in financial difficulty if they wanted to have a University of the State,

(b) the growth of Hindi in the South can be assured by making it a compulsory subject in the Osmania University, it is not necessary for the Centre to take it much *against the will of the people*,

(c) while this anxiety that the University should be taken over by the Centre and making Hindi as Medium of instruction, is a clear indication, that the regional languages of the State will get a stepmotherly treatment, detrimental to their growth, and therefore, it calls upon the Government of India to abandon their ex parte decision'

و جہاں تک اس مسئلہ کا تعلق ہے اس ہاوس کے آنریبل ممبرس بخوبی واقف ہیں کہ یہ
نہ تو کوئی مقامی مسئلہ ہے اور نہ ہی کسی ایک ضلع کا مسئلہ ہے بلکہ یہ ساری ریاست کا
مسئلہ ہے اور ایک کروڑ سے لاکھوں عوام کا مسئلہ ہے ۔ یہ مسئلہ ساری ریاست کیلئے اہم
بن گیا ہے اسلئے ریاست کے اس سب سے اہم مسئلہ پر غور کرتے وقت اسکے تمام پہلووں
کو ملحوظ رکھنا چاہیے اب سوال یہ ہے کہ کیا گورنمنٹ اف انڈیا کو دستوری حق ہے کہ
وہ اس یونیورسٹی کو اپنے کنٹرول میں لے جہاں تک میں سمجھتا ہوں دستور میں ایک
ایسا دفعہ ضرور موجود ہے جس کی بنا پر وہ ریاست کی کسی یونیورسٹی کو قومی اہمیت کی قرار
دیکر اپنے کنٹرول میں لے سکتی ہے مگر ہمیں یہ بھی نہیں بھولنا نہیں چاہیے کہ اس دفعہ
میں ایسا ہی پروویژن (Provision) ہے جس میں صاف صاف کہا گیا ہے کہ کوئی
ایسا اقدام نہیں کیا جا سکتا جس کی وجہ سے کسی ریاست کے عوام کے دل کو ٹھیس پہنچتی
ہو میں اسپر زیادہ بحث کرنا نہیں چاہتا ہمارے ہندوستان کی ایک مایہ ناز ہستی جو کہ دستور
بنانے میں سب سے زیادہ حصہ لیا تھا ، میری مراد ڈاکٹر امبیڈکر سے ہے ، ان کی گفتگو کا

حوالہ دیتا ہوں وہ حسب ذیل ہے [illegible] نے صاف صاف کہہ دیا کہ یہ ہے کہ حکومت ہند کو کوئی ارادہ نہیں ہے کہ وہ حیدرآباد کو زبردستی ہندوستان میں شامل کرے یا اس کو ختم کر دے اور اس کو اپنی ریاست کے ایک حصہ کے طور پر ضم کرے لیکن جو کچھ واقعات پیش آئے انہوں نے یہ ظاہر کیا ہے کہ پچھلے چار سال سے ہمارے حیدرآباد میں اس معاملہ میں جو کچھ ہو رہا ہے وہ یہ نہیں ہے بلکہ ہر گورنمنٹ آف انڈیا کا ارادہ تو یہی ہے کہ دیسی ریاستوں کو ختم کیا جائے یہاں کے عوام کے جذبات کا کوئی احترام نہیں کیا جا رہا ہے اور نہ اس سلسلہ میں کوئی [illegible] وائٹ پیپر یا (Explanatory Note) گورنمنٹ آف انڈیا لانا چاہتی ہے اور وہ حیدرآباد کی عوامی حکومت نے ملک میں حسب شرائط ہوئے کوئی وقت پیش کیا ہے میں تو سمجھتا ہوں کہ یہ صرف ایک انڈر ہینڈ ڈیلنگ (Underhand dealing) ہے ہمارے یہاں کی حکومت دلی سے حیدرآباد اور حیدرآباد سے دلی جا کر جو والی حکومت ہے یہ حکومت اپنے اندر اس کی صلاحیت نہیں رکھتی کہ حیدرآباد کے حقوق کی حفاظت کر سکے حیدرآباد جو ہندوستان کی ایک بڑی ریاست ہے اس کے لیے ایک منسٹر کو قبول کر کے انہوں نے انٹلکچوئلی (Intellectually) ٹائم کا ٹیکہ لگایا ہے حالانکہ دوسری چھوٹی چھوٹی ریاستیں اپنے حقوق کے لیے لڑ کر اس سے بچ گئیں [illegible] قرار پا گئیں بات یہ ہے کہ ایک طرف گورنمنٹ آف انڈیا اور دوسری طرف ہماری کانگریس گورنمنٹ دونوں میں کچھ سازش ہے میں اس لیے کہہ رہا ہوں کہ آج تک حکومت حیدرآباد نے اس سلسلہ میں اپنے خیالات کا اظہار نہیں کیا جس کی وجہ سے ملک کے جذبات دن بدن بڑھتے جا رہے ہیں دن بدن ایجی ٹیشن (Agitation) بڑھتا جا رہا ہے ضرورت اس بات کی تھی کہ حکومت کی طرف سے اس [illegible] پر روشنی ڈالی جاتی تا کہ عوام کو معلوم ہوتا کہ وہ کیا کرنا چاہتی ہے اگر وہ اس وشواس کو کس صورت سے دے رہی ہے مگر ابھی تک سب چپ ہیں میں نہیں سمجھ سکتا کہ اسکی کیا وجہ ہے ایک وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ حکومت ہند کے فولادی ہاتھ انکے ہاتھوں کو اور انکی زبان کو بند کر دیتے ہیں انہیں ڈر ہے کہ اگر حکومت ہند کے منشا کے خلاف کچھ کریں تو انہیں اپنی جگہ خالی کرنی پڑیگی حیدرآباد کی عوام حکومت ہند کے احسان کو مانتی ہے کہ اس نے حیدرآباد کی عوام کو آزادی دلانے میں سب سے بڑا حصہ لیا۔ مگر اسکے معنی یہ نہیں ہیں کہ جس ریاست کو آزاد کرائے اسکے ساتھ غلامانہ سلوک کیا جائے حکومت ہند نے جو ریزیڈنٹ رکھے ہیں اور جو اڈمنسٹریٹرس رکھے ہیں وہ اس طرح ہیں جیسے کہ انگریزوں کے زمانے میں ریزیڈنٹ رہتے تھے ان کے ذریعہ سے پچھلے تین چار سال میں حیدرآباد کے کئی مفادات کو سختی کے ساتھ دھکا پہنچا ہے فینانشیل انٹگریشن (Financial integration) کی وجہ سے ہمارے اسٹیٹ کو سب سے بڑا دھکا پہنچا ہے اسکے متعلق جو حکمت عملی اختیار کی جا رہی ہے اور پچھلے چار سال سے حکومت ہند نے جو طریقے اختیار کیے ہیں ان سے دلی کی امپیریلزم (Imperialism) ۔ ڈکٹیٹرشپ (Dictatorship) اور دلی کی آمریت ظاہر ہوتی ہے۔ کیوں حیدرآباد کے ایک کروڑ اسی لاکھ عوام پر دباو ڈالا جاتا ہے؟ کیوں ان پر

ڈالا جاتا ہے؟ کیوں ایک جو حساب کا جرم ہیں کیا جاتا؟ کہا گیا کہ عام کی یہ برکہ سمجھی جاتی گئی ہے۔ ور جو بھی کام ہوگا ملکی سیکے مطابق کیا جاوے گا۔ عمل نہ کرنے کیا جائیگا۔ یہ سب کچھ حکومت ہند کے دور عہد دروں نے کہا تھا۔ کہ عمل کیا ہے کہ جو کچھ کیا جو کچھ ہمارا فیصلہ ہے کیوں؟ کیا سب ہے؟ آج جیسا سلوک حیدرآباد کے ساتھ کیوں کیا جا رہا ہے؟ حکومت ہند کے رو باب حیدرآباد کے ساتھ ڈکٹیٹر کیوں ہیں؟ اسی وجہ سے میں ہندوستان کو دی سپر کہونگا ان باتوں کو جو ارد کی ہے۔ ارد سب نہیں کر گئی۔ ہاں یہ فیصلہ نظر سے ٹھیک نہیں ہے۔ ایک بڑی بات ہے لیے رہے۔ لیکن رحمت حیدرآباد کے عوام سے دی ہے۔ حیدرآباد کے عوام کی رائے یہ لیکن حکومت ہند کو فیصلہ نہ کرنا چاہیے۔ لیکن حیدرآباد کے ان حلقوں رہیں (Rights) کہ جو بھی حکومت ہند اپنے روئے سے حاصل کرنا چاہتی ہے۔

حکومت ہند کی طرف سے جو بھی دلائل پیش کیے گئے ہیں وہ یہ ہیں کہ میاں ہند اور جنوبی ہند کے لوگوں میں لسانی اور تہذیبی اتحاد پیدا ہوگا۔ جس سے ملک کے اتحاد کو زیادہ سے زیادہ مضبوط ہونے گی۔ میں نہیں سمجھتا کہ ہندوستان کے اندر کوئی شخص بھی ایسا ہے جو ہندوستان کی وحدت کا حامی نہ ہو۔ سب ہی ہندوستان کی وحدت کو مانتے ہیں۔ لیکن اسی بنی رستوں کے اندرونی معاملات کا سوال پیدا ہوتا ہے تو ہر ریاست کو حق ہے کہ وہ اپنے مفادات کی نگرانی کرے۔ یہی سوال یہاں بھی ہے۔ ہم اس حق سے کیوں محروم کیے جائیں؟ میں یونیورسٹی کی توجہ اس بات کی طرف لیجانا چاہتا ہوں کہ اس یونیورسٹی کو لینے کے پیچھے جو خیال ہے وہ یہ ہے کہ ہندی کو اسٹیٹ لینگویج قرار دیا جائے (میں اسکو نیشنل لینگویج (National language) نہیں کہونگا کیونکہ یہ ہندوستان کے آدھے سے زیادہ حصوں میں نہ تو بولی جاتی ہے اور نہ سمجھی جاتی ہے) کانسٹیٹیوشن نے یہ طے کیا ہے کہ جتنا بھی جلد ہو سکے اسکو انگریزی کی جگہ دے دی جائے۔ مگر حقیقت میں یہ منشا اسکے پیچھے ہے۔ حیدرآباد کے جن لوگوں نے پچھلے کئی سو سال سے حکومت چلائی اور آزادانہ طور پر اور ساتھی تدریس کے طور پر اپنی زبان کو رولنگ کلاس کی زبان کو یعنی اردو زبان کو سارے حیدرآباد کے ایک کرور سٹر لاکھ عوام پر ٹھونس دیا انہوں نے اپنے مطلب کی خاطر یہ پالیسی اختیار کی۔ اس پالیسی کو عمل میں لانے کیلئے یونیورسٹی قائم کی گئی اور پچھلے زمانے میں جیسی تعلیمی حالت جو کچھ رہی ہے وہ ہم سب جانتے ہیں۔ ایک چھوٹا سا بچہ جو مادری زبان بھی ٹھیک طور پر بول نہیں سکتا تھا اسکو الف بے بے سکھانا پڑا۔ ابھی وہ اردو کی چھوٹی چھوٹی کتابیں پڑھنے کے قابل ہوا ہی تھا کہ انگریزی زبان اس پر لادی گئی۔ اس طرح سے مختلف بھاشائیں (भाषायें) اس پر لادی جاتی رہیں جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ حیدرآباد کے لوگ اپنی مادری زبان کو بھول چکے۔ تھوڑے کے معنی یہ ہیں کہ اس بھاشا (भाषा) میں جو سائنٹفک (Scientific) سرمایہ نہیں لٹریچر تھا اور جو ناول تھے وہ سب بھول چکے۔ میں کہونگا کہ حکومت

حالانکہ ے جدید میں کامیاب ہوگئی ہے وہ وقت آ گیا کہ حیدرآباد کے ان مسائل
کو ملحوظ رکھتے ہوئے ہمارے حیدرآباد کو ملکنا تو اور لوگوں نے بڑی ہلاکی کے ساتھ کہ
او ... کی ... وجہ نہ ... جیسکہ حیدرآباد آزاد ہوگیا ہے تو یہ علاقہ وری
... کھانے ملے کہ ... ل لی جائے اس حال میں وہ کامیاب ہوگئے وہیں وقت
حکومت ہند کے گورنر جنرل سری راج گوپال آچاری جیسے موقع رسول نے ایسے رور و روح کو
ان رکھنے کیلئے ری ... لائی کے ساتھ وہی ہے کہا کہ حیدرآباد میں اردو کی ہے ... ہندی
ذریعہ تعلیم ہو ... کہ ہندی کو ... کی اور رسمی ان دونوں اسکرپٹس (Scripts) میں کچھ
کہتے ہیں ہمارے پردھان منتری نہیں ہندوستان کی بھاشا کو فروغ دینے کا شوق ہے
اس کا ... ہوگئے جناب ... کو عمل میں لانے کیلئے ایک قدم اٹھایا گیا ہے حیدرآباد کی
ایک تاریخ ہے ... ہوئے ... حال میں ... کی طرف دھیان نہیں دیا گیا ... خاص ... کی
رعایت ... کہ ... اسٹیٹسمین (Statesmen) اور اسکالرس (Scholars)
نے کہا ہے ... ایسی ہستیوں اور ناموں کے اظہار کی ضرورت ہے ... سری
ہیں ... منتری ہیں اور سردیت (सर्वविद) کے بڑے آدمی بھی ہیں ان لوگوں
نے یونیورسٹی ... کے بارے میں صاف صاف کہا ہے کہ ... نہیں ہوسکتا ... جب
حیدرآباد کے اپنے بہت سے لوگ اس کے خلاف جذبات رکھتے ہیں تو ان لوگوں کی مرضی
کے خلاف گورنمنٹ آف انڈیا کوئی کام ایسا نہیں کرسکتی جو ناانصافی پر مبنی ہو ... سری
... نے صاف صاف کہا ہے کہ گورنمنٹ آف انڈیا کا مقصد ہندی کو فروغ دینا اور
حیدرآباد کو اسکا مرکز بنانا ہے تاکہ شمالی ہند اور جنوبی ہند میں اتحاد پیدا ہو تو
کیوں ہمارے پردھان منتری جہاں کی تلنگی اور مرہٹی زبان کو شمالی ہند کے اور جنوبی ہند
کے اتحاد کیلئے استعمال کرنے کا رجحان نہیں رکھتے ؟ جب وہ ان بھاشاؤں کو (भाषाओंको)
نہیں ... سکتے اور ہماری بھاشا کو جب وہ نہیں سمجھ سکتے تو کیا ضرورت ہے کہ کسی
زبان کو عوام پر تھوپا جائے ؟ اسطرح ہوتا یہ کہ عوام ... مادری زبان بھول جائیں
جہاں تک ... نیشنل لینگویج (National language) قرار دینے کا تعلق ہے
دستور کے ذریعہ ذہنی نظریہ کو اس طرح عوام پر جبرا عائد کرنا درست نہیں ہوسکتا
کہا گیا ہے کہ چھوٹے درجوں کی حد تک تعلیم مادری زبان میں ہوگی لیکن جب
طالب علم یونیورسٹی کے درجے میں آئیں گے تو ہندی میں پڑھنا ہوگا گویا کہ پھر وہی
حالت ہوگی جو مطرح نظام کے زمانے میں ریجنل لینگویجس (Regional languages)
کے ساتھ سلوک کیا گیا وہی نمونہ حکومت ہند بھی یہاں قائم کرنا چاہتی ہے بعض لوگوں
کا مقصد یہ ہے کہ وہی نمونہ قائم ہوجائے تو ہم بھی اس سے استفادہ کرسکیں میں
پوچھتا ہوں کہ عثمانیہ یونیورسٹی کی بلڈنگ پر یکی طرح کیوں ہے ؟ گورنمنٹ آف انڈیا سے
ذرائع حاصل ہوسکتے ہیں کہ حیدرآباد ہی میں ہندی کیلئے ایک نئی یونیورسٹی قائم ہوسکے
ہندی یونیورسٹی علیحدہ قائم کیجئے اور ہندی میڈیم کے ذریعہ تعلیم دیجئے تو جو طلبا
اس طرز تعلیم کو پسند کریں گے اس کو اختیار کریں گے اور جو لوگ مادری زبان میں
گریجویٹ ہونا چاہیں گے وہ اس کو اختیار کریں گے ہمکو بھی خوشی ہوگی کہ

حیدرآباد میں تعلیم کیلئے ایک اور راستہ نکل گیا ہے جس یہ تو اچھا نہیں کہا جاسکتا
کہ ہندی تعلیم کو فروغ دینے کیلئے حیدرآباد کی یونیورسٹی کو مرکز لے لیں کیونکہ
حیدرآباد کی جنتا نے ٹیکس اور محصول دیکر اس یونیورسٹی کو بنایا ہے ۔ یہ روپیہ ۵-۶
کروڑ سے کم نہیں ہے اور ہم ہر سال اسکو ۵۰ ۶ لاکھ روپیے دیتے رہے ہیں اسکے
باوجود حیدرآباد کی جنتا کو یہ کہنے کا موقع نہیں رہیگا کہ یہاں کی زبانوں کے لحاظ سے
تعلیم دیجائے ۔ جیسا کہ میں نے کہا مالی اور صوبائی ہند کی یکتائی پیدا کرنے کی جو دلیل
ہے وہ محض چند لوگوں کے ویوز اینڈ فینسیز (Views and Fancies) کو عمل
میں لانے کیلئے یہ ایک ایکسپیریمنٹس (Experiments) کرنا چاہتے ہیں اور وہ
بھی مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ عوام کے دئے ہوئے پیسے پر ۔ اگر وہ ایسے
ان حالات کو پیدا کرنا ہی چاہتے ہیں تو آج ہندوستان میں کئی یونیورسٹیاں ہیں جو
کسی صوبہ یا ریاست کی نہیں ہیں بلکہ جن پر خود حکومت کا کنٹرول ہے وہ ان
یونیورسٹیوں میں ایکسپیریمنٹس کرسکتے ہیں ۔ جیسا کہ میں نے کہا کہ حیدرآباد کی
حکومت اس پر بہت ہی خاموش ہے اور یہ سمجھتی ہے کہ وہ اپنی سرکاری کے ساتھ اس
مسئلہ کو طے کرلیگی ۔ اگر حیدرآباد کی جنتا کی مرضی کے خلاف اس مسئلہ کو طے کرنا
چاہیں تو یہ ہر ایک اسمبلی میں کہونگا کہ پچھلے راج کی طرح آج بھی حیدرآباد کی حکومت
عوام کے حقوق یا انکے جذبات کی طرف کوئی توجہ نہیں دے رہی ہے ۔

"You are only presiding over the liquidation of the interests of the people of Hyderabad State"

صرف حکومت ہند کو خوش کرنا ہی حکومت حیدرآباد کا کام رہ گیا ہے کسی
حق کو لڑکر حاصل کرنے کا خیال نہیں ہے بلکہ اپنی کرسیوں اور گدیوں کیلئے آپ
حیدرآباد کی جنتا کی خواہشات اور مرضی کے خلاف جارہے ہیں لیکن حیدرآباد کے عوام
اسکو کبھی برداشت نہیں کرسکتے الیکشن کے وقت جبکہ جنتا مصروف تھی اس مسئلہ
کو طے کرنے کیلئے اسوقت کی حکومت میں ساجت ہو رہے تھے جیسا کہ اب نے
الیکشن لڑکر جیتا ہے اسی طرح اس مسئلہ پر بھی الیکشن اگر ہاوس سے باہر جنتا میں کیا
جائے اور اب جب الیکشن ہو میں سمجھونگا کہ کانگریسی حکومت ایسا کرسکتی ہے لیکن
میں آپکو یہ بتلادینا چاہتا ہوں کہ اب ایسا نہیں کرسکتے کیونکہ زیادہ تر جنتا یونیورسٹی
کو حکومت ہند کے حوالہ کرنا نہیں چاہتی میں آج کی حکومت پر یہ واضح کردینا
چاہتا ہوں کہ کئی ایسے انڈسٹریل ممبرس جو اسوقت کی حکومت کی کرسیوں پر تھے اور آج
بھی کئی ایک آنریبل ممبرس جو ٹریژری بنچس پر بیٹھے ہوئے ہیں انہوں نے اپنے
خیالات کا اظہار کیا تھا ۔ یہ صرف یہ بلکہ حیدرآباد اور سکندرآباد کے میئر (Mayor)
اور جو ایسے لوگ جنکا کہ سماج میں بڑا درجہ ہے اور جو عوام کی نمائندگی کرتے ہیں
انہوں نے بھی اس بارے میں اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے لیکن اسکے باوجود اگر
حکومت ہند ایسے قدم اٹھائیگی تو یہ ایک بہت بڑی غلطی ہوگی مجھے یہ یاد دلانے
کی ضرورت نہیں کہ اس ہاوس کی کئی بڑی بڑی ہستیوں نے آزادی سے پہلے بار بار وصل

حکومت (Regional languages) کے سلسلہ میں کہا تھا میں ہمارے تر ل حب سر ر ل اسکو ر لمسسر و ر کارس مد ممسر ر او کئی ک لوگ ھیں آنرسل مسکر ور دوسرے رمل ممبرس سے ہے اسے ووٹ لیکر کن ساتھ ور ح کیے ھا ھیں حکومت کی باگ ڈور ہے ھیے ڈ ہے کہ عوام سے وعدے کرے ہیں و پھر کو ور ہ کا ہے و کسی ھی سیاسی ی آمدہ کیلئے کوئی بھروسہ نہیں رھیگا اور ملک کی سیاسیات سے لوگوں کا وسواس (विश्वास) اٹھ جائیگا یہ ملک کی سب سے بڑی بدقسمتی ہوگی

ا میں ہی یہ نہ ہوگا کہ ب جو جد و جہد سچھلے چار پانچ مہینے سے عوام ہی دیکھ رہے ھیں انکو ملحوظ رکھیں اور ھم نے عوام سے جو وعدہ کیا ہے کہ کی مادری ر وں میں تعلیم دلاسکیے اور کی تہذیب تمدن اور کلچر کو فروغ دیکے ایسے ھم ملحوظ ر ھسکیے اگر ا ما نہیں ہوا تو جیسا کہ میں نے کہا یہ ملک کی بہت بڑی بدقسمتی ہوگی کیونکہ ہماری ارسوں میں تو سیاسی اری اسی بہن جس نے کہ حیدرآباد کی زبانوں کے لحاظ سے سم کا وعدہ نہ کیا ہو گرھم ا وعدہ نہ کہ ہوا تو ح لیجسلیٹو اسمبلی میں ہوئے

شری لکس کو نڈا میں نے تو وعدہ نہیں کیا

سری سی راجہ رام ب کو اس کا حق نہیں تھا آپ کے د ر ے کا اب ہے ھیے ھیں کہ فیوڈل آرڈر (Feudal order) ورط م رہے ۔ لیکن انک کڑوڑ سر لاکھ عوام کہیے ھیں کہ یہ حمر نہیں ہوئی ہے ھیے مجھے نہیں معلوم کہ فرق کہاں ہے کیا یہی ڈیموکریسی (Democracy) ہے ؟ کیا ان ھی اصولوں کیلئے حیدرآباد کے عوام نے آپکا سا تھ دیا تھا ؟ کیا اب یہ چاھیے ھیں کہ جن عوام نے آپکا ساتھ دیا تھا ان کی تہذیب و تمدن کو دھکہ لگے اررسپکٹیو آف پولیٹکل افلیشن (Irrespective of Political affiliation) میں آنرسل ممبرس سے انفرادی طورپر درخواست کرونگا کہ جاھے کی پارٹی کی رائے کچھ ھی رہے اپنے معاداب کا خیال رکھیے ہوئے اور بے بچوں کی تعلیم اور آیندہ نسل کا لحاظ رکھیے ہوئے تو ورسٹی کو سنٹر کے حوالہ نہ کرنے کے لیے ووٹ دیں

Mr Speaker　Now, we adjourn till 4 30 p m

The House then adjourned for recess till Half past-four of the clock

The House re assembled, after recess, at half past-four of the clock

[*Mr Speaker in the Chair*]

مسٹر اسپیکر اب سری گوپال راو اکبوٹے تقریر کرینگے

شری گوپال راؤ اکبوٹے (حماد گھاٹ) ۔ مسٹر اسپیکر سر ۔ میں نے بھی تحریک ہاؤس کے سامنے پہلے ہی پیش کردی ہے اور میں عالیجناب کا مشکور ہوں کہ انہوں نے اس تحریک پر مجھے اپنے خیالات تفصیل سے ظاہر کرنے کا موقع دیا ہے ۔ حال حال میں عثمانیہ یونیورسٹی کی تبدیلی کے معاملہ میں سیاسی اداروں اور کچھ اصحاب کی طرف سے بھی جذبات کی رو میں کافی بحث کی گئی ہے ۔ اگر مجھے اجازت دیں تو میں کہوں گا کہ جس طریقے سے بھی اس پہلو کی طرف دیکھتے ہوئے ہر کہیں لکھی ہے جو عثمانیہ یونیورسٹی کی تبدیلی کے معاملہ میں کہی جاسکتی ہیں لیکن میں تو بہ خاص طور پر اس ہاؤس کے سامنے لانا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ یہ بڑا ادارہ تھا کہ یہ جذبات میں بہے بغیر وقت گزرتا گیا کچھ بہتے دب جاسکے اور سمجھ لی ہے اس مسئلہ پر غور کیا جا سکا لیکن آج کی سون عار و سیے کے بعد میں یہ محسوس کرنے پر مجبور ہوں کہ آج بھی اسی رنگین عینک سے اس مسئلہ کی طرف دیکھا جا رہا ہے اور اس عینک کو اب تک بھی اپنی آنکھوں سے نکالنے پر آمادہ نظر نہیں آتے جس سے مل سکے ۔ یہ میں عثمانیہ یونیورسٹی کی تبدیلی کے معاملہ پر اپنے خیالات ظاہر کروں ۔ میں ہاؤس پر یہ واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ عثمانیہ یونیورسٹی کی تبدیلی کا مسئلہ واقعی ایک بہت اہم مسئلہ ہے اور اس کے مختلف پہلو ہوسکتے ہیں ۔ میں جس نقطہ نظر سے اس کو اہم سمجھتے ہیں یہ ممکن ہے کہ اس نقطہ نظر سے دوسرے اصحاب اسکو اہم نہ سمجھیں کسی اور پہلو سے اسکو اہم سمجھتے ہوں ۔ لیکن ایک بات جس پر ہم سب متفق ہیں وہ یہ ہے کہ بجائے اسکے کہ ہم جذبات کی رو میں بہ جائیں سنجیدگی سے اس مسئلہ پر غور کریں ۔ عثمانیہ یونیورسٹی کی تبدیلی کے سلسلہ میں عرض کرنے سے پہلے میں اس یونیورسٹی کی تاریخ پر کچھ روشنی ڈالنا چاہتا ہوں ۔ سنہ ۱۹۱۸ ع میں اگرچہ کہ اس یونیورسٹی کا پہلا چارٹر نافذ ہوا لیکن اسکا اصل کام سنہ ۱۹۱۹ ع سے شروع ہوا اور آج (۳۳) سال سے یہ یونیورسٹی ٹیچنگ یونیورسٹی (Teaching University) کی حیثیت سے کام کررہی ہے اور لگ بھگ دس فاکلٹیز (Faculties) اس یونیورسٹی میں ہیں ۔ عثمانیہ یونیورسٹی کے کیمپس (Campus) میں ۷ کالجس ہیں ۳ کانسٹیٹوئنٹ ڈگری کالجس (Constituent Degree Colleges) حیدرآباد میں ہیں اور ۸ انٹرمیڈیٹ کالجس میں سے ۳ ڈسٹرکٹس میں اور ۵ حیدرآباد اور سکندرآباد میں ہیں ۔ اسی طرح پروفیشنل کالجس (Professional Colleges) میں سوائے میڈیسن (Medicine) اور لا (Law) کے تمام کالجس اسکے ساتھ ہیں ۔ اس لحاظ سے گذشتہ دو تین سال کے دور کو نظر انداز کر کے دیکھا جائے تو لگ بھگ ۳ سال سے تمام کالجس ٹیچنگ کالجس ہیں اور عثمانیہ یونیورسٹی ایک ٹیچنگ یونیورسٹی ہے ۔ گذشتہ دو سال سے اس یونیورسٹی نے افیلیٹ (Affiliate) کرنا بھی شروع کر دیا ہے ۔ افیلیئٹڈ کالجس میں ۲ فسٹ گریڈ اور دو انٹرمیڈیٹ کالجس ہیں ۔ اسلئے پہلی چیز جو ہمیں نظر آتی ہے وہ یہ ہے کہ آج ۲ سال سے یہ عثمانیہ یونیورسٹی ایک ٹیچنگ یونیورسٹی بھی ہے اور اب وہ افیلیٹنگ یونیورسٹی بھی ہو گئی ہے آج یہ دونوں فنکشنس (Functions) عثمانیہ یونیورسٹی ادا کررہی ہے ۔

ایک اور چیز حکومت کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ ۳۳ سال کے عرصہ میں ہائر ایجوکیشن (Higher Education) کی ساری ذمہ داری عثمانیہ یونیورسٹی پر ہی رہی ہے اور گذشتہ ۳۳ سال سے اس ذمہ داری سے ٹھیک طرح سبکدوشی حاصل کرتی رہی ہے جہاں تک ہائر ایجوکیشن کا تعلق ہے سنہ ۱۹۴۹ ء میں اس کا انرولمنٹ (Enrolment) ہزار کے قریب رہا ہے اور قریباً ہزار طلبا نے اس یونیورسٹی میں تعلیم پائی ہے اس یونیورسٹی پر ۸۲ لاکھ ہزار ... ۸ لاکھ ... بالاخرہ خرچ ہوا ہے جس میں سے ۶ لاکھ روپے گورنمنٹ اینول گرانٹ (Annual Grant) دی ہے اسکے علاوہ ۵ لاکھ کی بلڈ گرانٹ حکومت حیدرآباد سے دستیاب ہے اس طرح جملہ (۶۵) لاکھ روپے حکومت کے عطیہ کے طور پر اسکو ملے ہیں لیکن تقریباً ۵ لاکھ روپے فیس اور دوسرے ذرائع سے یونیورسٹی کو حاصل ہوئے ہیں جب یہ یونیورسٹی شروع ہوئی تو میں بلا خوف تردید یہ کہہ سکتا ہوں کہ جس ادارے اس کا نام ملا اگیا اس کا لازمی نتیجہ یہ تھا کہ دوسری زبان انگریزی کو نظر انداز اور سپرس (Suppress) کیا جاتا رہا اردو کا ڈامینیشن (Domination) (۳۲) سال سے چلا آرہا ہے اس بیک گراونڈ (Background) کو پیش نظر رکھتے ہوئے اسکے ڈامینیشن کے ساتھ ساتھ اسکے اڈمنسٹریشن پر بھی غور کرنا ہے کیسی واقعی ہماری کے زمانے میں کیسے لوگوں کو ... اور وہ عام طور پر دیکھے ہوئے نظر آتے ہیں کہ آیا یہ یونیورسٹی آٹانومس (Autonomous) ہے یا آٹوکریٹک (Autocratic) بعض حالات میں جس میں یہ یونیورسٹی تھی

جہاں تک اسکے چارٹر کا تعلق ہے سنہ ۱۸ ۹ ع ۱۹۴۷ ع اور ۱۹۵۰ ع میں اس کے چارٹرس آئے لیکن اڈمنسٹریشن میں کوئی ایسی تبدیلی نہیں ہوئی جو ملک کے منشاء کے مطابق ہونی چاہیے تھی یہ سوال لوگوں کے سامنے یہ سوال آتا اور خصوصاً پولیس ایکشن کے بعد کہ اس یونیورسٹی کا مستقبل (भविष्य) کیا ہونا چاہیے لوگ ایسی تبدیلی ضروری سمجھتے تھے کہ اصل یونیورسٹی کے قیام کا مقصد عوام کے منشاء کے مطابق طریقے پورا ہو اس اعتبار سے یہ کہنا کہ آج ہی یونیورسٹی کا سوال ہمارے سامنے آیا ہے غلط ہے بلکہ ایکشن کے بعد خصوصاً اور پولیس ایکشن سے پہلے خواہ وہ دبی زبان میں کیوں نہ ہو لوگوں کے دماغ پر یہ اثر تھا کہ یونیورسٹی کے اڈمنسٹریشن اور چارٹر (Charter) میں ایسی تبدیلی کی جائے گی کہ وہ پیپلز ڈیزائر (People's desire) کے مطابق ہو یہ عام خیال تھا یہ وہ پس منظر ہے جس کے تحت مجھے یونیورسٹی کے مسئلہ کو آپ کے سامنے لانا ہے

میں مانتا ہوں کہ میں نے کہا ایک طرف اس یونیورسٹی کے تعلق سے خود ہمارے دلوں میں شکوک و شبہات تھے دوسری طرف جب گورنمنٹ آف انڈیا نے ایک کمیٹی قائم کر کے اس یونیورسٹی کو ایک گرانٹ دینے کا اعلان کیا تو یونیورسل اسٹینڈرس

(Professional Agitators) کی حیدرآباد میں کمی نہیں ہے اس علاقے کے آتے ہی
اپنی سیاسی پارٹیوں کے غرض کیلئے اور نئے نئے حالات کے مطابق اسکا استعمال
شروع کردیا ہمکو اس نقطہ نظر اور ان سیاسی عنصروں سے بچنا ہے اور دوسری طرف
اس یونیورسٹی کے مستقبل پر سنجیدگی کے ساتھ غور کرنا ہے اور صحیح پرسپکٹیو
(Prospective) میں ہمکو اسکے متعلق غور کرنا ہے اسلئے میں سمجھوں گا کہ
ہمیں ان سیاسی ایجیٹیٹروں سے بچنا چاہئے اور ساتھ ہی ہمیں ان سے بچانے کے بعد مستقبل کے
متعلق بھی سمجھنے ہمکو ساری نئے حالات رکھتے ہوئے ہندوستان اور حیدرآباد کے
تعلقات پر روشنی ڈالنا پڑیگا متعلق کی جو بات ہندوستانی گورنمنٹ کیوں رکھتی ہے اور
یونیورسٹی کونسل کو ہم اپنے قبضہ میں کیوں لینا چاہتی ہے اسکی تفصیلات ان کے
کمیونکے (Communique) میں دی گئی ہیں جس میں یہ بتایا گیا ہے کہ
ہندوستان کی چار یونیورسٹیاں یعنی بنارس ہندو یونیورسٹی علیگڈھ مسلم یونیورسٹی دہلی
یونیورسٹی اور وشو بھارتی یونیورسٹی یہ چاروں یونیورسٹیاں انسٹیٹیوشنس آف امپارٹنس
(Institutions of National importance) قرار دیگئی ہیں اگر آپ ان کے اندر
ملاحظہ کریں تو ان یونیورسٹیوں کا دور اسکے اور نیرو پیروکیلزم (Narrow parochialism)
چھوڑ دینگے اگر آپ بنارس یونیورسٹی کا ایکٹ ۔ بابتہ سنہ ٩ ٦ ع علیگڈھ
یونیورسٹی کا ایکٹ بابتہ ۱۹۲ ع اور دہلی یونیورسٹی کا ریسنٹ ایکٹ (Recent Act)
سنہ ۱۹۵۱ ع ان سب کا مقابلہ کرکے دیکھینگے تو اس نتیجہ پر آسانی سے پہنچ سکینگے
کہ ان دونوں میں کافی فرق ہے اگر تبدیلی ہوسکتی ہے اسکے باوجود اگر ہمارے
آنریبل ہوم دہلی کی کسی حرکت کو امپیریلسٹک (Imperialistic) حرکت
تصور کرتے ہیں تو وہ اپنے خیال میں آزاد ہیں انکو اسکی آزادی حاصل ہے کہ وہ جیسا
چاہیں تصور کریں مگر وہ ان ایکٹس کو دیکھیں اور واقعات سے واقف ہونے کی زحمت
گوارا کریں تو مجھے یقین ہے کہ وہ اس خیال سے متفق ہونگے کہ اس یونیورسٹی کے سینٹر
کو چلے جانے میں نہ صرف حیدرآباد بلکہ ہندوستان کے سارے باشندوں کا فائدہ مضمر
ہے نہ صرف یہ بلکہ حیدرآباد کے مستقبل کیلئے بھی اچھا ہے اگر آپ ان ایکٹس کو
دیکھیں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ ان میں سے امپیریلزم کی بو آرہی ہے یا ڈیموکریسی
کی خوشبو آرہی ہے اگر آپ ان ایکٹس کا مقابلہ کریں تو میں بلاخوف تردید کہہ
سکتا ہوں کہ آپ میں ایک حرف اگر تبدیل پاسکیں اس یونیورسٹی کو مرکز کے
تحت دینے کی وجہ میں یہ نظر یہ تھا کہ نیشنل سائنس کا ایک ایسا انسٹیٹیوشن قائم ہو جو
نہ صرف ساؤتھ انڈیا بلکہ نارتھ انڈیا کے لئے بھی کار آمد ہوسکے اور وہاں کے اور یہاں
کے طلبا بھی اس سے مستفید ہوسکیں کہیں ایسا تو نہیں ہوا کہ یہاں کی یونیورسٹی
اٹھا کر کسی دوسری جگہ منتقل کردی گئی یا ایسا کے کسی دوسرے مقام پر علحدگی
میں نہیں سمجھتا کہ اس مسئلہ پر لڑنے کی کیا وجہ ہے آپ اس میں کونسی چیز
پاتے ہیں جسکی بنا پر آپ یہ کہتے ہیں کہ کسی خاص غرض کے تحت یہ یونیورسٹی
لی جارہی ہے ۔ جیسا کہ میں نے کہا پروفیشنل ایجیٹیٹروں کی حیدرآباد میں کمی نہیں

ہے ورو ھی دہ ہے وجہلے ردمہ ادا دا ہے ما ہ رماہ کے ہی ط
آرہی ہے حب ہ ن کی رلوے ہر گو ہمٹ کے ہمٹ کی ہے او وٹ و ملاک ں
سہرل سبحکٹس (Central subjects) ہیں کے ہیں ہ ی ہ رن
حب ہر کے ہمٹ کی ہیں و مرکو ہ ٹ کی ماصوں سے سد ہوے ہیں و
و و ی کے متعلق حب و اسکے رر مطام ہ رہی ہے و آپ کو کوں عرص ہوما
ہے ؟ یہ یونیو ی دہلی کے معاد کے حاطر ہیں لی جارہی ہے کہ ہ ہی کے معاد کی حاطر
اس یونیورسٹی کو گو ہمٹ اف انڈیا اپنی نگرانی ہں لے رہی ہے ان کی کھو کھا روپیہ
کی رقم ہ درآباد کے ہ ہ کیلئے صرف ہو رہی ہے کہا ک کہ دہلی گو ہمٹ ہں و ہ سی کو
اپنی نگرانی میں لما جاہی ہے مر ہم ہے ہہ ہ کرور و ے ح ماے و ہدرا دلوئے
اپیا جون سمجکر اسکو قائم کیا ی و و ی کو دہلی کے عب کہیا جاہیے ہیں
حالانکہ یہاں کے طلبا کو مستفید ہوے کا حق ہے اسکے سلسلہ میں یہ کہونگا کہ اپکی
یونیورسٹی کہاں جارہی ہے ؟ صرف ڈ ہر ہں مدل ہوے یا ا ر ا یرورں بدل
جانے سے یہ نہیں کہا جاسکتا کہ وہی یونیورسٹی ہے ہ کو ما کا حق ہں رہیگا ا
آپ ہں سے سے یہ ہو سکے مجھے معاف فرمائیں پر کہنا پڑتا ہے کہ یہ وہی
نارو مائنڈڈ ہر (Narrow mindedness) ہے و ح سے ہ سال پہلے راد
حیدرآباد کا ہر ارے والوں کی تھی اسی قسم کی تنگ دماغی یہاں ی ہ رہی ہے

سری مرن گو ڈ ہ (ہ و گی ا دول) آزاد ہ درآباد کا ن و سرل نہیں ہے

شری گو پال راؤ ایکبوٹے ممکن ہے آپ کے پاس ہو ح اپوز (Oppose)
کرنے میں ہے اسکے سو اور کوئی حیر نظر نہیں آرہی ہے اگر ہ کا مماب ہ ہے یہ
طلبا کا اسٹینڈرڈ (Standard) بلند ہو و یونیو سی کا سٹینڈرڈ بلند ہو ور
ہکو اس مقام ر پہنچ ا جانے جس تر حیدرآباد ہ کر سکے و کہے ہے ہں حیرت کی
ضرورت ہے کہ یونیورسٹی سنٹرل اڈ منسٹریشن (Central Administration)
ہں چلی جائے ہ جائے ہیں کہ یونیو سٹی کا ہو ود سٹینڈرڈ ہا ہے کیا آپ یہ
سمجھتے ہیں کہ ہں سینٹرڈسے بلند سٹینڈرڈ ہوتی نہیں ہے کیا ؟ ان ء م حلقوں کی طرف
وجہ کرتی ہے ہمارے رسل ممبرس و دوسری طرف ہیں ان کی باتیں ہے ہو مرد ں
ہوئی ہیں ان سے ظاہر ہوتا ہے کہ سکوا کیلئکو کبھرا لم (Linguistic Problem)
اسے کی کوشش کی گئی ہے اور اس یونیورسٹی کی حیثیت ی کے ے ں کہ کو ے
سیا ی اعراض کی تکمیل کیلئے الہ بنائے ر ے ہوئے ہیں اس یونیو ی کے مستقبل
کے بارے میں سوچا نہیں جارہا ہے کہ سیاسی یا ہوں کے رو کیلئے کے ے اس کا ستعمال کیا
جا رہا ہے لیکن میں کہونگا کہ یہ یونیو سی حب ہر ر کے عب لی اسکی و ہں سے
یہ صرف حیدرآباد بلکہ سارے ہندوستان کی ا ہہ د سہ و یہ (North and South)
کی ہم ہب ماب اور تمدن دو ا ک جگہ لا در ہا ہ ہم کرے میں ری مدد ملی گی
ہم کو یہ محسوس کرنا چاہیے کہ ہماری یونیو سی و ہ درآباد میں ہے اگر و سہرب

گورنمنٹ میں چلی جائے تب بھی وہ ہماری یونیورسٹی ہے اور ہندوستان میں جو دوسری یونیورسٹیاں ہیں وہ بھی ہماری ہی ہیں ان مقاصد کو پیش نظر رکھنا چاہیے جن کے تحت یونیورسٹی لی جارہی ہے یہ طریقہ مناسب نہیں کہ سنٹرل گورنمنٹ ایک وچار (विचार) اپنے سامنے رکھے اور عوام ایک دوسرا وچار رکھیں میں نے اپوزیشن کے آرگومینٹس (Arguments) کو غور سے سنا اور اس نتیجہ پر پہنچا کہ روپ سنگھ جی نے (Professional Agitation) کا طریقہ اختیار کیا جارہا ہے اور صرف کمزور اشیشن کو اچھالا جارہا ہے اسکے سوا اور کوئی ٹھوس چیز نظر نہیں آئی اور میں کا خیال ہے جس طرح پہلے اردو کی وجہ سے ریجنل لینگویجز (Regional Languages) ختم ہوگئے ہیں اسی طرح اردو کی جگہ ہندی کو لاکر ریجنل لینگویجز کو سپریس (suppress) کیا جارہا ہے، جیسا کہ میں نے کہا یہ ... اور وہم بے بنیاد ہے ریجنل لینگویجز کے متعلق یہ نہ صرف مرکزی حکومت نے بلکہ حیدرآباد کی حکومت نے اپنی منظور کی ہوئی پالیسی کا اعلان کیا نہ صرف اعلان کیا بلکہ اس پر عمل بھی کررہی ہے آپ جانتے ہیں پرائمری سکول اور ہائی اسکول سکشن میں ریجنل لینگویجز کو اہمیت دی گئی ہے لیکن اگر آپ کے ریزولیوشن (प्रस्ताव) کے مطابق ہائر ایجوکیشن کے لیے بھی لوکل ریجنل لینگویجز کو استعمال کیا جائے تو آپ خود غور کرسکتے ہیں کہ کتنی دشواریوں کا سامنا کرنا ہوگا اسکو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا ان تمام امور کو سامنے رکھتے ہوئے یک طرفی سے نہیں سوچا جاسکتا یہ سمجھنا کہ ریجنل لینگویجز کو اس کے درجہ سے گرانے کی کوشش کیجارہی ہے محض اپوزیشن کی خاطر اپوزیشن ہے اور اسکے سوا کوئی بات نہیں ریجنل لینگویجز کے متعلق سے گورنمنٹ کی پالیسی صاف ہے۔ ہم کو ان کو اس لائق بنانے کی ترقی دینے کے لیے تیار رہنا چاہئے۔ ہمارے لائق دوستوں کا یہ بھی اندیشہ ہے میں اس چیز کا یقین دلانا چاہتا ہوں کہ جس رور ریجنل لینگویجز کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہوگا تا اسکو پس پشت ڈالا جائیگا اسکے بچاؤ کیلئے ہم بھی ... رہینگے جن جگہوں میں ہندی میں تعلیم نہیں دیجاسکتی انکے لیے انگریزی ہی ذریعہ تعلیم رکھا جائیگا لیکن رفتہ رفتہ ہندی میڈیم (Hindi Medium) لایا جائیگا اور ساتھ ساتھ ریجنل لینگویجز کے متعلق سے بھی کوئی پابندی عائد نہیں کی جارہی ہے کہ کوئی کالج نہ کھولا جائے اسوقت اگر ریجنل لینگویجز کے مختلف اضلاع میں مختلف جگہوں پر کالجس قائم ہوجاتے ہیں تو یونیورسٹی انہیں افلیئشن پر ... ہوگی ... میں نے ایسے پرساد ... یہ واضح کردیا ہے کہ ایسے کالجس کو افلیئشن کرنے میں حکومت ہند کو کسی قسم کا اعتراض یا رکاوٹ پیدا کرنی چاہیے۔ اس لحاظ سے ریجنل لینگویجز کے سلسلہ میں اسوقت جو اعتراض کیا جارہا ہے اس میں کوئی حقیقت نہیں ہے دلچسپ بات تو یہ ہے کہ آنریبل ممبرس ہندی کی مخالفت نہیں کرتے۔ کانسٹیٹیوشن کے لحاظ سے وہ اسے قبول کرتے ہیں لیکن جب اسکے پرچار کا سوال آتا ہے اور عمل میں لانے کا سوال پیدا ہوتا ہے تو اس اعتراض ہے کہ مادری زبان کو ختم کیا جارہا ہے اسکی مخالفت کیجاتی ہے اگر آپ واقعی ہندی کو نیشنل لینگویج

اٹھے ہیں و ب کو فخر کرنا چاہئے کہ ہمارے دکن کالج عثمانیہ یونیورسٹی میں
پہلی بار ہندی کو ذریعہ تعلیم بنایا جارہا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ آپ اسکی زبانی تعریف تو
کرتے ہیں لیکن مادری زبان کی آڑ لیکر اندرونی طور پر مخالفت کرتے ہیں۔ میں یہ مطلب
سمجھتا ہوں کہ آپ ہندی کو دل سے نہیں چاہتے۔ لیکن یہ بات زبان سے نہیں بول سکتے
سارے ملک کی مصنوعی جامعہ اور فرقہ ہندی زبان پر حملہ کرتے ہیں مگر میں یہ بتلا دینا چاہتا
ہوں کہ آپ کے یہ حربے کارگر نہیں ہوسکتے۔ ہم نے کانسٹی ٹیوشن (Constitution)
کے ذریعہ قبول کرلیا ہے کہ پندرہ سال کے عرصہ میں ہندی کو نہ صرف دارالعلوم اور کالجس
میں بلکہ تمام محکموں میں عمل اور استعمال ہوسکے گی اور سب لسان بنادیں گے۔ ہم
نے یہ وعدہ کانسٹی ٹیوشن کے ذریعہ سے کیا ہے اور اسے پورا کرنے کا عہد کر رہے ہیں اور اگر
کوئی چھپ کر یا کھلے طور پر اسکی مخالفت کرے تب بھی یہ پورا ہوکر رہنے والا ہے
کا [illegible] ہندی کو [illegible] سمجھے ہمارے کی راہ نہیں [illegible] رہا یہ
عرض کہ ہندی کے ذریعہ تحصیل علم کو مجروح کیا جارہا ہے یا دوسری
[illegible] ورسٹی کی [illegible] اسکیمیں اور تمام [illegible] دکھنی کا شوق یہ ہے کہ
[illegible] آزادی کے بعد سے ایک ہی یونیورسٹی ہے اور اگر ایسے بھی سمجھ
لیے تو ہم کیا کرسکتے ہیں [illegible] عذر سمجھتا ہوں کہ ایسا ہے کہ ظاہر ہے یونیورسٹی
[illegible] ہوگی صرف [illegible] بدلیگا اور یونیورسٹی اپ ٹو ڈیٹ
(Up to date) ہو رہنے کی [illegible] کے سبب سے یہ سمجھتا کہ
[illegible] کی [illegible] نہیں رہنا چاہئے۔ اگر آپ [illegible]
یونیورسٹی چاہتے ہیں [illegible] لیکن [illegible] کے موقع ہوں [illegible]
کہ [illegible] یونیورسٹی کو اپنے [illegible] کے [illegible] انجام دے رہی ہے
اب کوئی دوسری یونیورسٹی یہاں قائم ہو کہ ہمارے ورنہ ہماری دونوں بند ہوجائیں گی ؟

مسٹر وی ڈی دیشپانڈے: کیا ہم نے اسکو دوسری یونیورسٹی قائم کرلینے
سے روکا ہے ؟

مسٹر گوپال راؤ اکبوٹے: وہ یونیورسٹی تو قائم کرسکتے ہیں لیکن اگر وہ اس
یونیورسٹی کو بھی لے لیتے ہیں تو اس میں بھی کوئی مناسب نہیں ہے۔ اس میں ہماری کوئی
کمزوری نہیں ہے۔ کہنا کہ ہم یہاں کوئی دوسری یونیورسٹی قائم نہیں کرسکتے کوئی
آرگومنٹ (Argument) نہیں ہے اور میں ایسے مانے کیلئے تیار نہیں ہوں
اسلئے جو دونوں اعتراضات اٹھے ہیں ان میں کوئی وزن نہیں ہے

میرے لائق دوست نے سوال اٹھایا کہ دستوری طور پر یونیورسٹی نہیں لیجا سکتی
انکو کانسٹی ٹیوشن کی ۶۳ ویں دفعہ کو ملاحظہ کرنے سے معلوم ہوتا کہ کوئی انسٹی ٹیوشن
جو ہندوستان کے کسی کونے میں کیوں نہ ہو اسکو نیشنل امپارٹینس کا انسٹی ٹیوشن
قرار دینے کا حق پارلیمان کو ہے۔ پارلیمان میں حیدرآباد کی عوام کے نمائندے بھی ہیں
ان میں انکے نمائندے بھی ہیں اور ہمارے بھی۔ ظاہر ہے کہ اس مسئلہ پر وہاں ایکٹ

انکا یہ کہنا کہ ہندوا دیش مشورہ نہیں لیا گیا کہ سلسلہ (Consultation)
نہیں کیا گیا یہ بنیادی اصول نا نہیں ہیں یہ پرانا زمانہ تو نہیں کہ ہر شخص کے گھر
پر جا کر رائے لیجائے آج کل کی ڈیموکریسی تو یہ ہے کہ پارلیمان اور اسمبلی میں عوام
کے نمائندے جو یہ کریں سب پارلیمان میں اس اسٹیٹس کو مستقل انسٹیٹیوشن قرار
دینے کا سوال لگا تو اسوقت یکے نمائندے بھی یہ رگونمنٹ میں کر کے مواسکے
ہیں لیے یہ کہنا صحیح نہیں کہ اس بارے میں ہمارے مشورہ نہیں کیا جارہا ہے
میں نے یہ درساوں یہ بتایا ہے کہ جو کہ میل اکسپرٹس (Educational experts)
کی ایک کمیٹی بنائی جائے تا کہ مزید بنیادی دورمیں عمل لینگویجس کا نہ ہی (Suppression)
ہو اور یہ کمیٹی جانچ کر کے کانکریٹ شیپ (Concrete shape) میں
پی رپورٹ پیش کریں میں نے میں رساو میں گورنمنٹ یہ بتایا ہے اصو کسمل
انکسٹرمی کی کمیٹی مکمل دینے کی جو ہمس کی ہے اگر ہاوس سکو منظور کرلے تو
اسکے موجب لحسلس لانے کیلئے غور کرسکتے ہیں

میں آخر میں یہ عرض کرونگا کہ عثمانیہ یونیورسٹی کا وسطہ تعلیم اردو رہا ہے جو ہے ہندی
سے تھوڑا بہت میل جول بھی ہے یہ بات خوب کی کسی دوسری یونیورسٹی کو حاصل
نہیں ہے اس اعتبار سے بھی اگر ہماری یونیورسٹی میں ہندی کو ذریعہ علم بنایا جائے
تو یہ سب کے حسب حلیے و میں سے اکا اسٹینڈرڈ رہ جائیگا گر یہ سٹینڈرڈ بڑھتا ہے اور
زیادہ سے زیادہ طلبا کو فائدہ ہوتا ہے تو مخصوص چھوٹی چھوٹی باتوں کو ہمیں دیکر اسکی
یہ لعت کرنا تنگ نظری ہے اسکے یہ سٹینڈرڈ کو بڑھانے کیلئے گر ہمیں کوئی سکر فائس
(Sacrifice) کرنی پڑے تو ہمیں یہ کرنا چاہیے

ایک اور چیز جسے میں واضح کرنا مناسب سمجھتا ہوں وہ یہ ہے کہ اس یونیورسٹی
کو سنٹر کے تحت لینے یا نہ لینے سے جو لوگوں میں احساس ہورہا ہے میں سمجھتا ہوں کہ
وہ پرانے زمانہ کے حیدرآباد کے آئسولیشن (Isolation) کا آئیڈیا (Idea)
لیکر کیا جارہا ہے حیدرآباد ہندوستان کا ایک جزو ہے مجھے یقین ہے کہ جب کبھی
ہندوستان کے استحکام کا سوال ہمارے سامنے آئے ہم ڈٹ کر کھڑے ہوں گے اور
یکزبان ہو کر اسکی تائید کریں گے سکی مخالفت کے وہی معنی ہیں کہ وہ حیدرآباد کا
سوال لیکر انڈیا کو کمزور کرنے کی کوشش کیجائے یہ سوال صرف عثمانیہ یونیورسٹی
کا نہیں بلکہ ہندوستان کی کیا کا ہے یہے موقع پر ایسے اغراض اور تنگ نظری کو
درمیان میں لاکر اس مسئلہ پر غور کرنا درست نہیں میرے رساو کے مقابلہ میں جو
ترمیمات ہاوس کے سامنے آئے ہیں ان میں کوئی وزن نہیں ہے میں سمجھتا ہوں کہ
میں نے اپنے بیان سے ہاوس کو مطمئن کیا ہے اور آخر میں آپ سے درخواست (सूचना)
کرونگا کہ میرے رساو کو زیادہ ہمیں دیکر منظور کریں اور جو دوسرے بیں درساو
پیش ہوئے ہیں کی شدت سے مخالفت کر کے یہ ثابت کردیں کہ ہم ہندوستان ایک
ہیں

مسٹر اسپیکر - صاحبان، بیگم صاحبہ کی جانب سے جو امنڈمنٹ آیا تھا وہ ہے وہ (Move) نہیں کررہی ہیں -

Shri V. D. Deshpande : Sir, I am not amazed to hear before the House the professional speech by a professional man opposing the original resolution. I was expecting it, and very rightly I must congratulate that Member, on having made a good case out of a bad one.

In the first place, I would like to read before the House certain statements which have appeared in the Press on behalf of hon. the Chief Minister and other responsible Members of the Congress which will show beyond doubt what the position of the Treasury Benches is in this respect. I am referring to the issue of "Deccan Chronicle" dated the 3rd June, 1952, which contains the following:—

"In a Press Conference the hon. Chief Minister said that even in its first communication, the Hyderabad Government headed by Shri M. K. Vellodi had informed the Government of India that while the people of Hyderabad were not opposed to the introduction of Hindi in the University, they were against the Centre taking control of the University. If in spite of the opposition of the people of Hyderabad, the Centre ultimately decided to take over the University, the State Government had to put forward certain alternatives, he said."

It must be quite clear from the statement which I have read just now, that the Hyderabad Government and the Treasury Benches themselves were opposed to the transfer of the Osmania University to the Centre.

It is all right for a professional—disgruntled and treacherous—to say like that. Those professionals can support any move: they can make white out of black and black out of white; they can change day into night and night into day. (*Applause from the Opposition Benches*). It is all right for those professionals to call others as 'Professional agitators.' But, we who have been fighting for the regional languages for the last dozen years will probably remember that he was then in the Bar pleading for the cause of Shaukars, Zamindars and Jagirdars. For us, this is a matter of vital importance. While speaking all these things in the House, I am speaking with a heavy heart, with disappointment, grief and anger in my mind for the proposed transfer of the University to the Centre. Thirteen years'

back a fatal incident happened in Hyderabad and the then Government, against the will of the students, opposed our demand for singing the National Anthem *'VANDE MATHERAM.'* The whole student community then rose against the authorities and I would now warn the Treasury Benches that to-day also the whole people of Hyderabad will rise against them on this issue. (*Loud and Prolonged Cheers from the Opposition Benches*). Let them not think that by a simple majority they can carry out this proposition and hand over our University to the Centre. Let me also warn them that they are walking on live volcano which may break at any time. This is a very vital issue. Then the question will be: 'What will be the position of Hindi and what will be the position of regional languages?' It has been said that they want to strengthen the Hindi language. I for one have always stood for Hindi and have propagated that language. Hindi is, of course, inter-provincial language. But I would ask the hon. Member a plain question: Will you be prepared to turn your house into a Dharmasala.' I will again ask the hon. Member: 'If tomorrow, somebody comes and says that he wants to occupy your house, will you be ready for that? He will be having some fatigue and you may like to give him some fillip or help. But the point is, I will again repeat: 'Somebody wants to occupy your own house, Will you agree to that? I am only pleading before the House that the proposed transfer of the University to the Centre is something like taking away the very basis of our culture, the very basis of our languages here and the very basis of our education. I could not under stand when the hon. Member said that we could stand for regional languages and at the same time agree to the transfer of the University to the Centre. The problem has to be decided and I am sure the issues are very clear to us. I must say that only the regional languages should be the medium of instruction for the Maharashtrians, Andhras and Kannadigas here. (*Cheers from the opposition Benches*). It is only the mother tongue which can properly fulfil the needs of the different peoples of Hyderabad State. It has been said that the question of 'Azad Hyderabad' is being raised. I do not understand why those things are again lingering in the minds of the hon. Member. I should like to make it very clear that it is not a question of 'Azad Hyderabad'; but, it is a question of '*Vishala Andhra*.'—(*Loud cheers from the opposition Benches*). '*Samyukta Maharashtra*' and '*Samyukta Karnataka*.' The hon. Member

from Asifabad said that the Congress was not committed to Linguistic Provinces. I do not know since how long he has been in the Congress. If he can read the Nizamabad Resolution, it will be very clear to him that it is his Party that has demanded the disintegration of Hyderabad into three linguistic provinces. In view of that, does it stand to reason or does it appear sound to say that they were not committed to that?

As between the Centre and the States, what should be the relation. Everybody stands for the unity of India; everybody wants that India should be strengthened; but, at the same time, everybody feels that his own language, his own mother tongue, should get a fillip in order that he may be able to lay down the basis and principles of democracy in his own language. I would like to ask hon. Members of the House whether, by imposing upon the child the language which is not his mother tongue, it would be really possible to lay down the basis of democracy. Several Indian leaders including Dr. Rajendra Prasad have propagated that the mother tongue alone could be the basis of instruction.

When we plead that the medium of instruction should be the mother tongue of the child, people will come and say: 'You are opposed to Hindi.' Yes. We are opposed to Hindi as medium of instruction in the Hyderabad State. (*Cheers from opposition Benches*). About a Crore of Andhras, more than ½ a Crore of Maharashtrians, 17 lakhs of Kannadigas, 21 lakhs of Urdu-speaking people—every one of them do not like to have Hindi as their mother tongue. If this is very clear—as it should be—why should we plead that Hindi should be the mother tongue?

It is probably propagated that Hindi can be the mother tongue for those who are speaking Urdu. I very much like the minority community to realise that there is a game in this. Some hon. Members have expressed a feeling in the House that Hindi is an alternative to Urdu. If they think that by accepting Hindi they will be solving the problem of Urdu, I think, they are under a misapprehension. This is a very clever game to displace Urdu and I desire the minority community should realise it. The intention to see that Urdu has absolutely no place in the Hyderabad State is clearly visible and let me repeat my warning to the minority community. Just as we stand for Marathi, just as we stand for Telugu and just as we stand for Kannada, we stand also

for Urdu as a major language in the Hyderabad State. (*Cheers from the opposition Benches*) Do the protaganists of Hindi feel that if the University is transferred to the Central Governmennt, there will be no place for Urdu in Vishala Andhra, Samyukta Maharashtra and Samyukta Karnataka. I would plead that the language which is the mother tongue of lakhs of people should ever remain, and instructions should be given to the children in that language alone. The whole game must be understood. There is no alternative left and the proposal must be abandoned. I vehementaly protest in this House that if this issue is not solved properly, let me warn the Treasury Benches that their attempt to sway the Members of the House by 'professional' considerations' is not going to help to afford a real solution to the problem.

It has been said and I have heard that the Maharashtrian Members and Kannadiga Members of the House are being told: 'Any way, Hyderabad is going to be the capital of Vishala Andhra and so the Osmania University will be going over to the Vishala Andhra. Neither the Maharashtrians nor the Kannadigas will have it. If so, what is the use of protesting against the proposed transfer of the University to the Centre?' This is a very nice act of 'professionalism. This appeal to the Members of the House that because the Osmania University will go to Andhras—no matter if it goes to Centre—Is it not the same British policy of 'Divide and Rule?' I will earnestly appeal to the hon. Members of the House: Beware of this 'Divide and Rule Policy'. Beware also of the resolution that has come before the House'. Somehow, the keys of the Treasury have been given to the Centre and in this resolution we are now requesting them: "Please give us subsistence allowance. Please do this; Please do that."

Our Treasury Benches, having submitted and yielded the peoples' cause to the Centre, now want to have an eyewash by saying that administrative efficiency should be seen and that encouragement should be given to regional languages. We are sorry to find this expression here. Those who are the people of the State and those who, by right, can claim the Osmania University as theirs have to appeal to the Centre: "Please give encouragement to the regional languages." That is the expression we find in that resolution. Can submission go beyond this?

While we raise this point, we never say that we do not stand for Unity of India. We do stand for the Unity of India—Unity of India as a family of different cultures and States and different languages. But we want to be distinctly understood that thereby we are not prepared to have, or to accept, Hindi as medium. I again repeat that word which smacks of Hindi imperialism. Attempt was made in Czarist Russia of the old to have Russian language for all the people of Russia residing in different states and speaking different languages. This Hindi Imperialism is nothing less than that. This Hindi Imperialism over all other languages is meant primarily to prepare the ground for the domination of the peoples of the North over those of the South; it was also to prepare the ground whereby in the South the principles of democracy cannot grow; it is a move to crush the peoples' movement which is going on in the South. All these considerations should be taken into account. This is only a link in the whole of a chain which is being very cleverly manœuvred and I will request the House to understand the implications of this.

The issues are very clear. The first issue is which is going to be the language of instruction? I stoutly say, it is the mother tongue that should be the medium of instruction. The second point is what is going to be the relation between Centre and the State. The relation should be not of Imperialism from the Centre, but of composite parts of a family co-operating with each other for the unity of the family as a whole. If this is accepted, I cannot understand how the Centre can demand control over the only University we have got. It is said that we should start a Government University. Why not charity begin at home. Why has it been thrown against us that we should start another University? No doubt, we could be hospitable—we could have given some palaces of the Nizam and many palatial buildings which our Ministers feel uneasy to live in (*Laughter*) to the Centre to start a fresh University.

I call this move nothing short of a betrayal of the people of Hyderabad (Cheers). The hon. the Chief Minister said in his Press Conference that if a resolution came at a proper time, he would like to support it and that he would like to consider it. The resolution which has been placed before the House was worded in such a way as to satisfy that desire. Let members of the House be allowed to vote on this

issue without a whip. I wrote a letter to the hon. the Chief Minister to the effect that, we were not going to make it an issue for the fall of the Ministry and that there should be free voting. I am sorry that opportunity has not been given. If a secret ballot is taken on this issue, most of the House, 95 per cent, will vote with us. Is the hon. the Chief Minister ready for this challenge? Will a free vote be taken? That will decide—whether the professionals are right or we are right.

Shri Ramrao Balkrishanrao Deshpande (Pathri): Mr. Speaker, Sir, though a very few speeches regarding the transfer of the Osmania University to the Centre have been made, yet, I think, much more has been said and much more which ought not to have been said, has also been said in these few speeches. Till now, I was under the impression that hon. Members of the Opposition were in the habit of opposing only those measures which were put forth by the Government of Hyderabad or the Treasury Benches or by hon. Members on this side. But from what has happened during the course of two or three speeches on that side, I have come to the conclusion that they have made it not only a habit but a custom to oppose whatever has been placed before them and today when there is a move from the Centre that the Osmania University should be transferred, there also they made themselves bold enough to attack the policy of the Central Government. One hon. Member of the Opposition Benches went even to the extent of saying that though there is nothing unconstitutional in the policy of the Central Government relating to the transfer of the Osmania University to the Delhi Government, there are certain provisos to the Section in the Constitution opposing the policy. I wish to thank him in that he has admitted to the extent of saying that at least there is some constitutionality or constitutional act in the Policy of the Central Government.

Mr. Speaker, Sir, to the hon. Members of the Opposition it may be a very important question as one of the hon. Members happened to say, but if seen from a different angle of vision, to others this question does not seem to be so very important. Sometimes, it is said that by the transfer of the Osmania University to the Centre, there will be great interference with the provincial autonomy and that entirely there will be the killing of the three regional languages; but so far as my individual opinion goes I feel by this transfer there is no danger of either. I am quite sure that the Central Government in this respect has got some higher motive in doing this,

Some times it is said that the State Government has not been consulted at all. What I mean to say is, is it incumbent or obligatory on the part of the Central Government to consult the State Government ? That is my straight question to those who abuse the Central Government for the transfer of the Osmania University. Taking into consideration the present position of the University and the history of the University for the last 30 years, the Centre thought that this is the opportune time to take over the University. Why should there be such strong opposition in that direction ? Then some people raised the question of the regional languages. My answer to them is that, adequate arrangements can be made in that direction. It is not necessary that the Osmania University alone should be retained for this purpose. One of the hon. Members of the Opposition just now made a direct attack on one of the hon. Members on this side that he was a professional critic, and that he was always accustomed to making white into black and black into white. I would not hesitate in saying that there are some hon. Members in the Opposition who are always in the habit of turning blue into red and red into blue. It is no use simply criticising others. If you go to the bottom of the whole thing, you will understand that the Central Government has got some higher motive in doing this. Well, I would refer to one thing *viz.* Police Action. At that time I wish to ask whether there was any gentleman who could say what right had the Central Government to interfere in the affairs of Hyderabad State? At that time they used to say that the Centre was making so much delay in taking drastic action against the atrocious regime of the Razakar movement. At that time we were very eager that something should be done.

Shri V. D. Deshpande: Is it the same Government now functioning as at that time—Razakar Government?

Shri R. B. Deshpande: Please do not interrupt.

At that time there was no question of these regional languages. Now a great question arises with regard to the Osmania University. How is it possible, if you say, that Telugu should be made the regional language, how is it possible, if you say, that Urdu should be made the regional language, and so on? After going into all the details of the matter, the Central Government thought it wise to have a definite policy about this matter and came to the conclusion

that until and unless the Osmania University is taken over by the Centre all these difficulties and the maladministration and mismanagement, which have crept into the very heart of the Osmania University, will not disappear. Mr. Speaker, Sir, I say that if really this situation is not altered, there is no chance at all for any higher education in our State. If this isolationist policy is followed for a very long time, I am sure that the condition of the Osmania University in particular and the condition of the education in general will entirely deteriorate.

Shri V. D. Deshpande: Who is the Chancellor of the University? Is it not the hon. the Chief Minister?

Mr. Speaker: No interruptions, please.

Shri R. B. Deshpande: When I hear some of the remarks of the hon. Members of the Opposition, I am simply surprised. When one hon. Member said that the Osmania University should be continued with Urdu only as the medium of instruction, I thought he has forgotten himself, and I wonder if he really belongs to the Education Department as he happens to say.

Shri V. D. Deshpande: Nobody has said that.

Shri R. B. Deshpande: You have said that.

Shri V. D. Deshpande: No, no.

Shri R. B. Deshpande: When he said that he was perhaps thinking that he was living in the old days and perhaps he was dreaming of the olden days of Urdu. Not only that another hon. Member of the Opposition said that if the Government would not take into consideration the proposed transfer of the Osmania University to the centre and if the Government did not change their view, they would soon have to face re-election. Let me bring to their notice that we who have got the ideology of Gandhi in our heart would never be afraid of such a threat. He may say there will be re-election. Not only that, even if there is another Police Action in that connection, we shall be never afraid of it. We shall be prepared to face it. Sometimes, a remark has been passed in this respect and it was said that irresponsible talk was going on in respect of the transfer.

In the end I would like to bring to the notice of the hon Members of the House that this is only a reconstitution of the Osmania University and we have to carefully go through the resolutions brought before the House by the hon Members of the Opposition and an hon Member on this side of the House The word reconstitution is a very important one They are not going to take away the whole Osmania University As one of my hon Colleagues happened to say they are going to keep the Osmania University here only and one of the hon Members of the Opposition happened to say that the Central Government was thinking of taking under its control all the buildings of the Osmania University Do you think that the Central Government is so poor as not to be in a position to invest any money on the construction of buildings So all such talks about the transfer of the Osmania University are mere show and camouflage Therefore I would like to request the hon Members of this side and also the hon Members of the Opposition to give full and unanimous support to the resolution placed by Shri Ekbote and pass it

سری اما جی راؤ گوانے جی نے یہ سمجھا تھا کہ ہم یہ اس یونیورسٹی ریزولیوشن کے
متعلق جو آج ہوس کے سامنے آیا ہے اپنے سوالات جی اٹھائے جاسکیں یہ کہا گیا کہ
پروفیشنل ایجی ٹیٹرس (Professional Agitators) کمیونسٹ پارٹی
اکو ایکسپلائٹ (Exploit) کرنے کے لیے یہ ریزولیوشن لا رہے ہیں اور
کہ آنریبل ممبر نے کہا کہ ایجی ٹیشن کی عادت (Habit) ہی ہو گئی ہے
اور اگر یہ کسٹم ہو گیا ہے میں یہ پوچھتا کہ آپ کا بھی کسٹم (Custom) یہ
ہو گیا ہے یہ عادت ہو گئی ہے کہ جو کچھ بھی اپوزیشن کی طرف سے آئے اور کہا جائے
اسکو قبول نہ کریں یونیورسٹی سے متعلق ضروری نہیں کہ ہم نے جو کچھ بھی
کہا گیا ہے وہ اخبارات میں آیا ہے اب ریڈی صاحب ملکوٹے صاحب اور آپکے ہر
(Mayor) کا بیان آیا ہے ان تمام لوگوں نے یونیورسٹی کو سنٹر کے حوالے
کرنے سے اختلاف کیا ہے کیا یہ بھی اپوزیشن کے لوگ ہیں؟ مجھے معلوم ہے میں
کئی لوگوں سے مل چکا ہوں خود آنریبل ممبر اور آنریبل ممبر سے مل چکا ہوں
جنہوں نے بھی ناراضی کا اظہار کرتے ہوئے کہ ہم سنٹر کے حوالے کرنے پر مجبور ہیں

چیف منسٹر (سری بی رام کشن راؤ) یہ غلط ہے

شری اما جی راؤ گوانے آنریبل ممبر کا نام لینا نہیں چاہتا جو
اخباروں میں خبریں آئی ہیں وہ بھی صحیح نہیں ہیں؟ ریڈی صاحب اور
ملکوٹے صاحب نے اپنے جو بیانات دیے ہیں وہ اخبارات میں آئے ہیں

شری اکسمں کو پیدا ہوسکتا ہے کہ آپ نے یہی محسوس کیا ہو (Laughter)

Shri V D Deshpande Beware Beware!

Shri S Pratap Reddy (Wanaparthi) Mr Speaker Sir I submit that I have not been influenced by anybody

شری آنا سو راؤ گواڑے میرے جواب دینے سے پہلے آنریبل ممبر نے خود جواب دے دیا ہے اس لئے زیادہ کہنے کی ضرورت نہیں ہے یہاں یہ سوال ہے کہ یونیورسٹی سنٹر کے حوالے کرنے کے متعلق ایک آنریبل ممبر نے کہا کہ حیدرآباد کی یونیورسٹی اگر سنٹر کے حوالہ کردی گئی تو اس سے نقصان کیا ہو؟ کیا سنٹر کی یونیورسٹی ہوتو وہ حیدرآباد کی نہیں کہلائی؟ ہاں میں مانتا ہوں مگر میں اسی طرح یہ پوچھتا ہوں کہ اگر حیدرآباد کی ایک یونیورسٹی ہے تو سنٹر کو اس سے کیا نقصان ہو رہا ہے؟ وہ حیدرآباد کی اس یونیورسٹی کے متعلق یہ کیوں نہیں سمجھتے کہ وہ حیدرآباد میں ہو تو کیا ہوا سنٹر ہی کی ہے کیوں نہ ہر حیدرآباد کو نسبت کی ہو و دہلی گورنمنٹ اسکو اپنی کیوں نہیں سمجھتی جبکہ یہ خواہش کی جارہی ہے کہ دہلی کی ہر چیز کو بھی حیدرآباد اپنی سمجھے؟ کہا گیا کہ یہ کوتاہ نظری ہے مگر غور کیجئے کہ یہ کوتاہ نظری آپ کی ہے یا ہماری

ایک آنریبل ممبر نے آزاد حیدرآباد کے نعرے سے متعلق کہا ہے مجھے ان الفاظ کو سنکر افسوس ہوا ہے اور افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ان لوگوں نے جنہوں نے آزاد حیدرآباد کا نعرہ لگایا ایکے صدر راج در مکھ کو و آپ قائم رکھے ہیں انکو نکالنے کی کوشش نہیں کرتے اور اس طرح کی کسی چیز کے متعلق جو ملک یاد سے تعلق رکھتی ہے کچھ کہا جائے تو یہ کہا جاتا ہے کہ پراونشلزم (Provincialism) ہے کوتاہ نظری ہے یا آزاد حیدرآباد کا نعرہ ہے یہ آزاد حیدرآباد کا نعرہ نہیں ہے بلکہ اپنے بچوں کے مستقبل کا سوال ہے کانسٹی ٹیوشن (Constitution) کی دفعہ (۳۴۳) میں نیشنل لنگویج (National language) کے متعلق کہا گیا ہے کہ

The official language of the Union shall be Hindi in Devanagiri script"

ابھی ایک آنریبل ممبر نے کہا کہ نیشنل لنگویج کو رواج دینا چاہیئے ہم کب یہ کہتے ہیں کہ نہیں یہ دیجائے؟ آپ اپنی مادری زبان (मातृभाषा) کو کاٹ کر آفیشل لنگویج (Official language) لانا چاہتے ہیں لیکن غور کرنے کی بات یہ ہے کہ جس طرح ایک چھوٹا بچہ جو اپنی ماں کا دودھ پیتا ہے صحت مند ہوتا اور تندرست رہتا ہے اسی طرح سے جو بچہ اپنی مادری زبان میں تعلیم حاصل کرتا ہے وہ بھی اچھی طرح سے تعلیم حاصل کرسکتا ہے لیکن یہاں اپنی مادری زبان کا گلا گھونٹنے کی کوشش اس طرح کی جارہی ہے جیسا کہ ایک بچہ اپنی ماں کا دودھ

مگر بتلاتا ہے و … ر ہوتا ہے تو سی کے ساتھ ہی ان کے ساتھ بے بہائی کرنے
ر تیار ہو … ہے … مادرو بھاشا کے ساتھ بھی سلوک کیا جا رہا ہے ہم نے اپنے
رزولیوشن میں صرف یہی کہا ہے اب ہندی سگوج کو رق د … چاہیے ہیں و ہمکو
اس پر عذر ہیں ہے اسکو کمپلسری (Compulsory) کر رہے ہیں و ہمکو
اعتراض نہیں ہے لیکن ہندی کو … دینے کے لیے ایک ایسی یونیورسٹی کو جو مکمل تیاری
کے لیے ہمیں … کروڑ سے زیادہ روپے خرچ کرنے رہے ہیں سنٹرل گورنمنٹ لے لینا
چاہتی ہے … جہاں ہمارے جو بچے تعلیم پاتے ہیں … ن کے لیے اس طریقہ سے آئندہ
مشکلات کا سامنا ہوگا کہ ہر ریاست کے لیے کچھ سیٹس ریزرو (Reserve) کردیے
جا سکیں اور … پروپورشنل سیٹس (Proportional seats) ہوں گے جس
ہمارے بچے یونیورسٹی میں شریک ہونے کے لیے جا سکیں تو ان سے کہا جاتا کہ
سیٹ نہیں ہے … سے ہمارے بچوں کا ذہن … جہاں ہوتا اس وقت ہم اعتراض … نہیں
کرسکتے کیونکہ یونیورسٹی سنٹر کے ہاتھ میں ہوگی اور ہر پراوِنس کے لڑکے کو
یہاں آکر تعلیم پانے کا حق رہیگا نکو معلوم ہے کہ … سے … ۹۰ ع تک
یہاں کی مسلسل سگوج اردو بھی ور اردو ہی میں تعلیم دینے کی کوشش کی گئی جسے
ریجنل لینگویجس ہے اسکو میڈیم آف … کر کے (Medium of instruction)
کے طور پر نہیں رکھا گیا ریجنل لینگویجس کے بارے میں اس زمانے میں پوری محنت
کوشش کی گئی مجھے … جوڑی … کے لحاظ پر افسوس ہوتا ہے ۔

مجھے یہ عرض کرنا ہے کہ آج وہی عمل یہاں بھی کیا جا رہا ہے ۔ اگر دو ریجنل
لینگویجس کو نام رکھ جاتے تو نیا ہماری ڈیموکریسی (Democracy)
نہیں چل سکی ؟ کیونکہ پورے دیش کی ایک راشٹر بھاشا (राष्ट्रभाषा) و
نہیں ہے ور یہ سب لوگ … راشٹر بھاشا میں اپنا کام کرتے ہیں مجھے معلوم ہے کہ
آپکے پاس بھی ریزننگ (Reasoning) ہے ور … کہ ایک آنریبل ممبر
نے کہا کہ بہت سے لوگوں کے دماغ میں یہ ہے کہ کچھ دن کے بعد ممکن ہے کہ
حیدرآباد کا ڈس انٹگریشن ہو جائے اور ممکن ہے کہ آندھرا والوں کو اس سے فائدہ پہنچے۔
لیکن ہمیں اس طریقہ سے غور کرنا نہیں ہے … لیکن ہمیں … دیکھنا ہے کہ آج اس
یونیورسٹی کو حکومت ہند کے حوالہ کیا جائے تو اس سے فائدہ ہوسکتا ہے یا نہیں ۔
مجھے آنریبل چیف … منسٹر اور … ری منسٹر سے یہ کہنا ہے کہ آپ خود یہ چاہتے ہیں
کہ اسکو دہلی کے حوالہ کیا جائے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ حیدرآباد کی گورنمنٹ کا
یہ کام نہیں ہے کہ جو بھی دہلی سے حکم آئے اسکو … لے بلکہ آپکو چاہیے کہ آپ
اپنے ملک کے فائدہ … ور بچوں کی سہولت کے لیے خیال کریں … چاہیے یہ حکم دہلی گورنمنٹ
کا ہو یا کسی اور گورنمنٹ کا اگر آپ ایسا کریں … میں یقین دلاتا ہوں کہ اپوزیشن
بھی آپکا ساتھ دینے کے لیے تیار رہیگی لیکن باوجود اسکے آپ یہ محسوس کرتے ہیں کہ
… حیدرآباد کی پبلک یونیورسٹی کو دہلی کے حوالہ کرنے کے خلاف ہے … نہیں
معلوم ایسا کیوں کیا جا رہا ہے ؟ او کوئی وجہ نہیں معلوم ہوتی کہ دہلی گورنمنٹ نے
ایسا فیصلہ کیوں کیا ہے … میں یہ کہونگا کہ اگر آپ ہاؤس کی ہمواری دیکھنا چاہیے

ہیں وہ اخبار دیکھے اور دیکھے کہ فیصلہ کس کے موافق ہوتا ہے میں یہ بھی یہ
عرض کرونگا کہ آج ہمارے جو رزولیوشنس پیش ہوئے ہیں فیصلہ ان ہی کے موافق ہوگا

آخری بات مجھے یہ عرض کرنا ہے کہ اس یونیورسٹی کا مستقبل کیا ہوگا ؟ یا اس یونیورسٹی میں جو تبدیلیاں ہو رہی ہیں انکو سامنے رکھکر دیکھا جائے جیسا کہ میرے ایک دوست نے جو ایک بہت ہی اچھے وکیل ہیں کہا کسی بھی مقدمہ میں جائے اس میں گنجائش ہو یا نہ ہو بہت ہی اچھی وکالت کرتے ہیں لیکن یہاں مجھے یہ کہنا ہے کہ یہ وکالت کا سوال نہیں بلکہ ملک کا معاملہ ہے

شری لکشمن گوڑا آپ بھی اسی کیٹگری (Category) کے ہیں ۔

شری وی ڈی دیشپانڈے ۔ لیکن جائز وکالت کر رہے ہیں ۔

شری اناجی راؤ گوارے آپکو معلوم ہے کہ جس وقت سے یہ خبر شہر میں آئی ہے سب لوگ اسکی مخالفت کر رہے ہیں میں اوسکے متعلق کچھ نہیں کہونگا بلکہ یہ دیکھیے کہ زیادہ لوگوں کی رائے کیا ہے اور ان لوگوں کی بھی رائے لیجیے جو کہ ایجوکیشنسٹس (Educationists) کہلاتے ہیں آپ انکے اسٹیٹمنٹس (Statements) دیکھیے اسکے بعد اپنی رائے دیجیے ۔ کیونکہ آپ اپنی پارٹی کی وکالت کرتے ہیں اور میں اپنی پارٹی کی وکالت کرتا ہوں اسلیے باہر کے لوگوں اور گوپا صاحب کا اسٹیٹمنٹ دیکھیے ۔ مجھے یہ کہنا ہے کہ ہماری گورنمنٹ کو چاہیے کہ یہاں کی ملک کی رائے عامہ کو دیکھے اور اگر ملک اسکی مخالف ہے تو صرف دہلی سے سندیش (सदेश) آنے کی وجہ سے اسکو نہیں مان لینا چاہیے کیونکہ یونیورسٹی کا مسئلہ ایک اہم مسئلہ ہے اور ہمارے بچوں کی تعلیم کا سوال ہے ۔ اسلیے آپ صرف سنٹرل گورنمنٹ کو خوش کرنے کے لیے یونیورسٹی کو انکے حوالہ نہ کریں بلکہ اپنے مفاد کے لیے لڑیں میں آپ سے پرزور اپیل کرتا ہوں کہ آپ اس مسئلہ کو اس طرح سے دہلی گورنمنٹ کے سامنے رکھیں اور جن اراکین نے یونیورسٹی کو دہلی کے حوالہ کرنے کے لیے رزولیوشن (Resolution) پیش کیا ہے وہ اسکو واپس لیں

Shri B Ramakrishna Rao Mr Speaker, Sir, I did not wish to intervene in this Debate at this stage, but after hearing the speeches of the hon Members who expressed their views on the Resolutions, I thought it better to intervene at this moment I heard all the speeches which were full of passion, full of acrimonious attacks, full of bitterness of feeling and several other accusations that should not have found a place in discussion on Resolutions of this character These Resolutions deal with the subject of the transfer of the Osmania University to the control of the Central Government They are an expression

of different feelings and different views. I expected hon. Members who spoke on this Resolution to be dispassionate, completely composed in their views, and balanced in the expression of their judgment. I am sorry to say that the hon. Members did not respond to this expectation of mine. That is exactly why I was compelled to intervene in the Debate at this stage. Otherwise, I should have reserved my remarks after all the hon. Members had their full say in the matter. I am quite prepared to admit that it is an important matter on which different hon. Members of the House may have their own views, and I am quite sure that all their views deserve to be heard, whatever be the consequences. It is only with the expectation that a statement and an exposition of the matter from me will facilitate better discussion, and more balanced expression of opinion, that I am intervening at this stage. I would briefly like to explain to the House the background of this proposal:

I am sure, all the hon. Members of this House are aware of the history of the Osmania University and its working for the last 30 years. It has been said by the hon. Members of the other side that they are disappointed to find a lot of Members on this side of the House who had also many complaints against the Osmania University and had to their credit a consistent fight for the cause of the regional languages and for other things, now arrayed in the opposite camp. I agree with many of those things that have been said. But, what was done in the past and what is it that is being done now? So much has been said about the suppression of regional languages. I will come to that subject later on. But I would like to express before the House in very clear terms the exact object of the Government of India in making this proposal for the transfer of control of the Osmania University. I found, behind the back of the discussion that was going on, a doubt as to the *bona fides* or to the motive that prompted the Government of India to make this proposal. What is the object? The object is not to deprive the Government or the people of Hyderabad of any legitimate advantage which they on have from the University. What is it that the Central Government has proposed? There were three alternatives proposed for taking over the Osmania University. I can concede that as the proposal came up before the people of Hyderabad, rather suddenly, it has given rise to certain legitimate misgivings. But, I must say that the Government of Hyderabad have not

sprung a surprise on the people of Hyderabad with regard to this. The Government of India had under consideration the question of re-organisation of the Osmania University since two years. It was two years ago when the Government of India asked the then Vice-Chancellor to make certain proposals regarding the re-organisation of the Osmania University. For some time, those proposals were being considered by the Government of India themselves and it was in October 1951 that the Government of India considered those proposals and accepted in principal a Resolution in the Cabinet, approving the proposal that the Osmania University might be taken under their control. The object was to constitute it into a University with Hindi as the principal medium of instruction What are the considerations that prompted the Government of India? It has been said and admitted by several hon. Members that Hindi has been accepted by the Constitution of India as the official language for the whole of India, and everybody knows 15 years' time has been prescribed within which the official language of India would become almost the national language. It is in that direction that every state is making its efforts. The Government of India thought naturally that there should be a University in Southern India which would cater to the needs of the people of the South, and which would enable them in the space of the coming ten or 15 years to attain that proficiency in Hindi which they ought to attain if they want to take their proper place in the future set-up of India. If anyone wants to appear at the Federal Pubilc Service Commission Examination or any other All-India Competitive Examination, it is bound to happen in the next few years that he should have a very good acquaintance with Hindi. It is quite true that in the other Universities this experiment of having Hindi as the medium of instruction has not been tried except at the Saugar University. The other Universities are still contemplating as to what has to be done with regard to the medium of instruction in the Universities. It is also true that the University Commission has put forward two suggestions in this regard. The first suggestion is that Hindi might ultimately become the medium of instruction in the Universities, or secondly and preferably, the medium of instruction should be the regional languages of the respective regions. It has not yet been decided as to which of the two suggestions—regional language of the region or Hindi—should be the medium of instruction at the University stage. No general decision has been taken with regard to this question.

But the object of the Government of India in selecting the Osmania University as an institution which should be declared a Central Institution and in which Hindi medium should be principally introduced was this they found that in the Osmania University they had an institution where the medium of instruction was already one of the Indian languages namely *Urdu* though it was later converted into what is called *Hindustani* Hindusthani is the medium of instruction in the Osmania University now The Central Government naturally thought that the change over from Hindustani to Hindi was the easiest as it would not involve so many difficulties—those difficulties that are to be encountered in converting any other University into a Hindi medium University It was purely a question of convenience and facility with which the institution could be converted into a Hindi University There is no other motive There is no *Mala Fides*

Hon Members have criticised and some of them have even indulged in harsh language — absolutely undeserved absolutely unfounded—attacking the objective and motives of the Central Government and attacking also the motives of the Hyderabad Government We have been criticised as having sold the birth right of the people for a mess of pottage It has even been said that there has been a *Secret Deal* between the Hyderabad Government and the Indian Government I would ask the hon Members of the Opposition to ponder over their language and to ponder also over their motive in using such harsh language What *Secret Deal* could there be I ask between the Hyderabad Government and the Government of India? The Government of Hyderabad is part and parcel of the Great *Republic of India* which we have all striven to create (*Cheers*)

What is the disgrace on the part of the people of Hyderabad and the Government of Hyderabad I ask Sir if their University becomes a Central Institution? If you are raised to the status of a Central University with all the privileges appurtenant to a Central University what is the the disgrace I repeat on the part of the Hyderabad people?

As I shall point out there is absolutely no question of suppression of regional languages at the bottom My hon friend the leader of the Opposition of the P D F Party has let the cat out of the bag when he and others on

that side, expressed the views on this question The motive with which these attacks are made or the *bona fides* of the Central Government is being suspected, is political. They have let the cat out of the bag in their attacks The matter has to be looked at not from any political angle, not from what is going to happen to Vishal Andhra, Bruhan Maharashtra or Samyukta Karnataka It is not from that point of view The question of Vishal Andhra, Bruhan Maharashtra and Samyukta Karnataka is entirely irrelevant for the purpose of considering the present question. They will come in at their own time and if they do come—they are going to come and I do not deny that—that will be a different issue for consideration then, but why is it that they want to link that up with the proposed transfer of the University?

Let me ask my hon friends certain plain questions. What are the educational facilities that they have got under the present Constitution of the Osmania University? It is not yet given to the Centre. It is in some way connected with the Hyderabad Government. But what is the constitution of the University? The University is not governed by the Hyderabad Government, not by my friend, hon. Shri Phoolchand Gandhi, the Minister for Education. It is an autonomous body. It has got an independent constitution. It has got its University Council, Senate, Academic Council

Shri V. D. Deshpande: (An interruption)

Shri B. Ramakrishna Rao: I did not interrupt my hon. friend when he spoke and I expect the same courtesy from him. I do not want to be interrupted.

Shri V. D. Deshpande: The hon. Chief Minister has put certain plain questions for us.

Shri B. Ramakrishna Rao: I never asked of my hon. friend. They were not meant for being answered.

I was just putting this plainly before the House. What is the power the Hyderabad Government or this August Assembly can exercise over the Osmania University? Nothing either in the administration of the University or nothing on the academic councils; and nothing in other matters relating to adiministration. The Senate and other academic councils

carry on their administration under an autonomous constitution, with its own charter, with its statutes and with its ordinances. What is it that the Government can do? What is it that I, in my official capacity, am expected to do? As the Chief Minister and Chancellor of the University, what are the powers that I enjoy under the present Constitution of the University and what are those powers that you are afraid that in future your Chief Minister will lose?

Under the present constitution, when I happen to be the Chief Minister, the only power that I enjoy is to send back, in case of disagreement, any resolution of the University Council for their re-consideration. That is all the power that I have got as Chief Minister and as Ex-Officio Chancellor. Then, what power does the Government exercise in financial matters, except that it nominates the Treasurer. Beyond these two powers and a third power, namely, that the University Budget after being passed by the University Council comes for formal sanction—absolutely for formal sanction of the Government,—that are enjoyed by the Government, the University is entirely free and autonomous in its administration. Since when, I want to know,have my hon. friends became so enamoured and developed such love for the Government that they want to preserve the powers of the Government over the Osmania University?

Now I come to the powers enjoyed by the Legislative Assembly over the University. Absolutely none in the administration. The Legislative Assembly can refuse to vote the amount for the expenditure on University if it likes at the time of the Budget. That is all that it can do; otherwise and in all other respects, the Assembly has no other powers over the University. Then what is it for which my hon. friends want to agitate and why should they feel sorry if it was being taken by the Centre? What is it that prompts my hon. and learned friends to come and oppose this proposal?

It has been said that we are acting in treachery to the people of Hyderabad. I am proud of the treachery I am accused of having played. If this can be termed treachery, I am proud of it. I do not want to deny that charge. But I wish the House to understand that it is not an act of treachery. It is an act of commonsense, pure and simple. It is an act purely undertaken in the interests of the Unity

of India, in the interests of the cultural and educational expansion not only of Hyderabad but also of India.

What is the proposal that was made by the Government of India and agreed to by the Government of Hyderabad. The proposal is very simple. I will just read that communication, to dispel the doubts and suspicions engendered by a section of the people of Hyderabad against me and my Government. What is it that we have agreed to? What the Government of India want is this:

The Centre may take over the University College of Arts and Sciences in the campus and the University offices, the Department of Translation and Publication, the University Press and the Nizamia Observatory All the other colleges and institutions of the University, professional, degree, colleges and intermediate colleges, may pass over to the management of the Government of Hyderabad while being academically affiliated to the University The saving to the Government of Hyderabad under this is approximately 18 lakhs and the income to the Government of Hyderabad under this decision will be about 6½ lakhs. This is all that the Government of Hyderabad has agreed under the transfer of control to the Government of India. The professional colleges, the Degree Colleges, the Intermediate colleges that are existing and the power to create more colleges in Districts in the different regions, if possible, with the various regional languages as media of instruction, are entirely reserved. That has not been lost. It is one of the conditions that has been prescribed by the Government of Hyderabad that the Osmania University even after its reconstitution as a Central University will continue to affiliate not only all the existing colleges in which the medium of instruction varies—in some it is English, in some it may be other languages—but all the future colleges that may come up—both private and Government—should continue to be affiliated to the University, irrespective of their media of instruction. The Osmania University after its re-constitution will no doubt have *Hindi* as its principal medium of instruction but that change-over to Hindi, as I have said and as has been told by the mover of the fourth resolution, is not going to be sudden. Who says that Hindi is immediately capable of being introduced as the medium of instruction for M. A. or B A. or B. Sc. and other senior classes? None. Do you imagine that the Government of India or the Government of Hyderabad are not aware of the

academic difficulties in the way, the practical difficulties that are facing them? Do you believe that the Government would agree to immediately change over to Hindi and create difficulties for the present students?

It has been represented by the Government of Hyderabad that it has considered it necessary to stress the following considerations which must be kept in view in any scheme of implementation of this proposal I am reading this from the letter written by the Government of Hyderabad, and I think it is necessary for me to take the House into confidence

(a) The existing educational facilities in the State should not in any way be curtailed or reduced which means that the University must continue affiliation to existing colleges and the Government of Hyderabad should also provide for affiliation of such institutions that may be established in future.

(b) Local students should continue to be given preferential right as regards admission to University colleges, especially Honours and Post Graduate courses.

(c) Details of the rights and privileges of the staff of the University have to be worked out, with due regard to their privileges under the Hyderabad Civil Services Regulation.

(d) As the University will be situated in the State, the appointment of the Vice-Chancellor of the University may be made in consultation with the State Government.

(e) In view of the large capital investment by the Hyderabad Government over the University and having regard to the need for the Hyderabad Government to undertake immediately suitable expansion of the Intermediate, Degree and Professional Colleges, which would be transferred to them, the Government of India should make a suitable capital grant, the details of which may be worked out by a Committee and finally agreed to by the two Governments.

These are the five points on which the Government of Hyderabad have laid stress and they are the subject matter of enquiry by the Committee appointed by consultation with the Government of India.

What else do the hon. Members want? Do they want to bargain with the Central Government? Do they want to evaluate the cost of the buildings—the cost of the buildings that have been raised, as if the Central Government

is going to take the buildings to Delhi and get compensation for that? Do they understand the meaning of the word 'compensation'? I ask the hon. Members. The question of compensation comes only when the property is being taken away by somebody—by the Centre or anybody. There is no question of transfer of any property here. It is the question of the transfer of control of a part of the institutions which are now under the University. That is all that is being proposed, and what are the objections to it? The objections raised are mostly based on certain misapprehensions.

Much has been made of the question of the regional languages. What is the position of the regional languages in the State? The regional languages did not enjoy any position in the eudcational system of the State, though on paper they were supposed to be the media of insrtuction at the primary stage, till recently. It was with the greatest difficulty that many of the hon Members on this side of the House—perhaps a few on the other side also may have joined in it—took up the question and it was with the efforts of many of the members of this House—I am proud to say—that the regional languages could find some place in the system of education in the Hyderabad State It is after this Government came into power that we made the regional languages the media of instruction up to the high-school stage We claim that credit, and we claim greater love for the regional languages than ever has been exhibited by the other side. I would like to ask the Opposition, since when they have developed such love for the regional languages? I challenge them to prove that they are greater lovers of the regional languages than Members of this side of the House. After making the regional languages the media of instruction at the High School stage, what has happened? There is a standstill. It is not possible at the present moment to introduce regional languages as the media of instruction at the collegiate stage. Why has not the Andhra University done it? Why has not the Maharashtra University of Poona done it? What has happened to the several Universities in other parts of India? They are not less patriotic, they do not bear less love for regional languages than the hon. Members of the opposite side. Why have they not introduced the regional languages as media of instruction at the collegiate stage? The same thing is here in the Osmania University. It is not possible, because they have not developed the languages. There are no text books.

There is no sufficient scientific vocabulary in order to introduce them (the regional languages) as the media of instruction at the higher stage. Owing to these practical difficulties, inspite of their love for regional languages, the other Universities in India have not been able to introduce the regional languages as the media of instruction. That is the difficulty in the case of the Osmania University also. There is another great difficulty which the Osmania University faces. The Andhra University is a regional University. It is more easy and more convenient for the Andhra University to have Telugu as the medium of insrtuction, but it is not so easy for the Osmania University. The Osmania University happens to be situated in a region which has three languages as regional languages. The fourth, and another language, urdu, which used to be the medium of instruction has now been converted into Hindi. And what is the present charter? Article 4 of the present Charter, under which the Osmania University is now functioning, says:—

> "The chief characteristic of the University will be that instruction will be imparted in all branches of learning through the medium of Hindustani written in Devanagari script."

There is an asterisk and down below the following explanation is given:

> "The goal is to adopt the federal language as the medium of instruction."

This happens to be the clause in the present Constitution of the Osmania University, while a study of the English language will be compulsory in examinations leading to the Bachelor's degree in arts and sciences. I would like to ask how such a change-over is going to suppress the regional languages? Is the transfer to the Centre going to make any change in the medium of instruction at the primary stage, at the secondary stage, or at the higher stage? Is it the proposal of the Government of India that the medium of instruction in the Higher Stages should be abolished and should be changed over to Hindi? Absolutely not. There is, therefore, no sense in saying that the transfer is meant for suppression of regional languages. Absolutely not, and there is no ground to say so. At best, what can be said is, supposing, later on there is disintegration of the State and Hyderabad City, which is placed in Andhra B, will then

join Vishala Andhra, and if this City then becomes the capital of the new Andhra State, then it may be possible for us to have, in this University, Telugu as medium of instruction. It is that distant prospect which is lurking at the back of the minds of the hon. Members of the opposite side.

Shri V. D. Deshpande: It may be distant to you.

Shri B. Ramakrishna Rao: I wish it were very near. It is that distant prospect which is lurking in the minds of my hon friends when they say that it is to sabotage this thing. My hon. friend, the leader of the P. D. F. very clearly said that it is in order to suppress the people's movement for Vishala-Andhra, Samyukta Karnataka etc. that the University is being taken over by the Centre. I am quoting his words. Well, if this is the doubt that is lurking at the back of my friend's minds, I say it is not a doubt which can be taken into consideration. Well, there may be disintegration, and if Hyderabad City joins Vishala-Andhra and becomes part of it and becomes the headquarters, there is time enough and the people of the region will certainly ask for what they desire. What is it now that he wants to be done? The Government of India feels that as it is, the Osmania University is the fittest institution to be taken over as a Central Institution and be conducted with Hindi as the medium of instruction. It has been very clearly said—and I repeat the assurance of the Government of India—that the transference to Hindi medium will be gradual. It can never be immediate. Even in Hindi there are not sufficient text-books and sufficient terminology and sufficient material so that the medium of instruction at the higher stages may continue to be English. The medium of instruction in most of the colleges which will be under the Government of Hyderabad and even in the University Colleges of Arts and Sciences which will be taken over by the Government of India, for many subjects will continue to be English, because that is the only suitable language through which expression in scientific subjects is easy, at least today, till the development of the other regional languages reaches that stage. So, any change of the medium of instruction will be gradual. It has also been assured by the Government of India that so far as the facilities of the local students are concerned, all the facilities that they now enjoy will be preserved in tact, and when we say that the medium of instruction in the University Colleges will be Hindi, it will be only a sort of necleus not only for Hyder-

abad Students, but for students coming from the South or even for hose from the North Those who want to learn through Hindi might join the University College of Arts, or University College of Science, or the University Medical College. The Law College, the Engineering College and the rest of the Colleges will all be under the Hyderabad Government with English or, if it is possible, the regional languages, as the media of instruction In spite of that they will continue to be affiliated to the Central University What is it we are losing, I wish to ask We are going to gain in the status which the University enjoys. We are going to gain in importance, because the Osmania University will become a University managed by the Government of India with all the privileges that are attached to the other Central Universities. It is to that that we have agreed. If we have done a treachery to the country, I confess to that treachery. If I have not done treachery—as I do believe that it is not an act of treachery—it is an act done in the common interest and the cultural unity of the country. I think the hon. Members of this House would agree with me that I am no less a Mulki than the hon. Members of the opposition; am no less a Mulki than the hon. members of the opposition; I have always espoused the cause of Mulkies whether in my public career as a non-official or as an official. I claim that privilege.

I resent the absolutely undeserved harshness of the language which was used against me or against the Government. We have done our best in considering the interests of the country in educational matters, and so far as safe-guards and certain other things are concerned, we have got the categorical assurances of the Prime Minister of India. I have his assurance, not only his personal assurance by word of mouth but his assurance on paper, that he is prepared to support the case of the regional languages even in the Osmania University after its reconstitution. Chairs for regional languages will not only continue to remain but a positive attempt will be made to encourage these languages. After all what encouragement are we going to give to the regional languages in the present context, taking it for granted that the University is not transferred to the Centre, excepting that at the appropriate moment we are going to introduce the regional languages as the medium of instruction? There is no other encouragement that the Government of Hyderabad or this august Assembly, impassioned

than ever, can give; and that encouragement the Government of India is amply prepared to give.

So far as the Academic Bodies and the administrative bodies are concerned they are all elected. They are elected by the Fellows, they are elected by the Graduates, they are elected by the teaching bodies, by the Deans. Who are they? They are people of Hyderabad. These people are not going to descend from Delhi or Heaven. It may be that the Vice-Chancellor may come.

Shri V. D Deshpande: You are accustomed to it.

Shri B. Ramakrishna Rao: Not only we, but everyone should be accustomed. The hon. Members have taken oath by the Constitution, and they must get accustomed to it, and get accustomed to the custom If they are not in a mood to get accustomed, I can repeat the word 'treachery' which has been used against me.

Shri V D. Deshpande: You accept Councellors.

(Interruptions from Treasury Benches).

Mr Speaker: No interruptions please.

Shri B. Ramakrishna Rao: Mr Speaker, Sir, I may require another 15 minutes, because I have got to explain other matters of interest in this connection and I must satisfy the whole House that it is not merely an act of treachery; it is not only the motive of the Hyderabad Government but I must say it is the motive of the Government of India that is being attacked, and being exhibited as *malafides*. I, therefore, request you, Sir, to give me some more time, and after my explanation, I am sure my hon. friends in the opposition will withdraw their resolutions on the subject.

(Cries of 'no , no' from opposition Benches).

Shri V. D. Deshpande. Mr. Speaker, Sir, the time-limit should apply to all.

Mr. Speaker· It is not applicable to the Ministers and the Leader of the House.

Shri V. D. Deshpande: If the hon. the Chief Minister promises that he will give another day, we have no objection.

Shri B. Ramakrishna Rao: On my part, I have no objection to give another day.

Shri Annajirao Gavane : Mr. Speaker, Sir, Yesterday it was represented to the Chair that the time required for the debate should be more and so the session should be started from 9 a.m. but a ruling was given that the time will not be extended and that the session will be only from 2 p.m. to 6-30 p.m. and so we should follow the ruling given yesterday.

Shri Gopalrao Ekbote: That can be discussed after the hon. the Chief Minister's speech is over.

Shri V. D. Deshpande. Mr. Speaker, Sir, can the ruling given by the Deputy Speaker yesterday that the Session will not be extended after 6-30 p.m. be ignored?

Mr. Speaker: Was there a ruling like that?

Shri V. D. Deshpande: Yes

Mr. Speaker : Then, we shall adjourn till 2 p.m. tomorrow.

The House then adjourned till two of the clock on Thursday, the 10th July, 1952.
